عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد: ۲۰ | ۲۸/محرم تا ۴ صفر ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۲ تا ۱۸/اپریل ۲۰۰۲ء | شمارہ: ۴۷

توضیح و تشریح

الشہید جل جلالہ

قادیانیوں سے چند سوال

پیغامِ محمدیؐ کے احسانات

مُسلمان ایک انقلابی قوم

عروج

زوال

امکانات

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

شادی بیاہ میں عورتوں کا بے پردگی کرنا

س:...... اکثر خواتین جو پردہ کرتی ہیں وہ عام طور پر شادی بیاہ یا دیگر خاندانی تقریبات کے موقع پر پردہ نہیں کرتیں حالانکہ وہاں بھی ان کا مردوں سے سامنا ہوتا ہے، اور رہی سہی کسر موویٰ اور تصاویر پوری کر دیتے ہیں جس کے ذریعہ ان باپردہ خواتین کو نامحرم مرد حضرات بآسانی دیکھ لیتے ہیں، میرے خیال میں تو یہ پردہ داری نہیں بلکہ پردہ دری ہے، سوال یہ ہے کہ کیا شادی بیاہ یا دیگر تقریبات کے موقع پر بھی خواتین کو باپردہ رہنا چاہئے؟ چاہے مرد اس جگہ موجود نہ ہوں، لیکن موویٰ بن رہی ہو؟ آپ بتایئے کہ کیا یہ خواتین پردہ دار کہلانے کی مستحق ہیں؟

ج:...... آپ کا خیال صحیح ہے۔ ایسی عورتیں پردہ دار نہیں بلکہ پردہ در ہیں۔

پردے کی حدود

س:...... اسلام میں پردہ کی کیا حدود ہیں؟ بہت سی لڑکیوں کو اکثر چہرے کھولے پردہ کرتے دیکھا گیا ہے جبکہ میرے خیال میں چہرہ بھی پردہ کی چیز ہے۔ کیا اسلام میں ہاتھ پنجوں تک، پیر اور آنکھیں کھلی رکھنے کی اجازت ہے؟ یا ہاتھ اور پاؤں پر بھی موزے اور دستانے استعمال کئے جائیں؟

ج:...... ہاتھ، پاؤں اور آنکھ کھلی رہیں۔ چہرہ چھپانا چاہئے۔

کن لوگوں سے اور کتنا پردہ ضروری ہے؟

س:...... میں ایک معزز سیّد گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں۔ ہمارے گھر میں پردہ بھی ہوتا ہے مگر اپنے عزیز و اقارب سے نہیں، لیکن میں اپنے تمام نامحرم رشتہ داروں سے پردہ کرنا چاہتی ہوں۔ اب جبکہ میں نے ایسا کیا تو دوسرے لوگوں کے علاوہ مجھے اپنے والدین کی مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ میں نہ ٹی وی دیکھتی ہوں اور نہ غیر مردوں کی تصاویر، امی ابو میرے بارے میں پریشان ہیں۔ براہ کرم مجھے قرآن و سنت کی روشنی میں بتایئے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ میں اپنے والدین کو اپنی وجہ سے پریشان اور مغموم نہیں دیکھ سکتی مگر خدا کے احکام کی خلاف ورزی بھی نہیں کرنا چاہتی، ایک روایت میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے یہ فرمایا گیا تھا کہ مجبوری کی حالت میں عورت اپنے قریبی محرم کے سامنے چہرہ کھول سکتی ہے اس سلسلے میں بھی وضاحت کر دیں تو مشکور ہوں گی۔ کیا میں اپنے کزن (خالہ زاد، چچازاد وغیرہ) کے سامنے چہرہ کھول سکتی ہوں؟

ج:...... جس شخص کے ساتھ عورت کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو وہ "محرم" کہلاتا ہے اور جس سے کسی وقت نکاح جائز ہو سکتا ہے وہ عورت کے لئے "نامحرم" ہے، اور شرعاً نامحرم سے پردہ ہے، اس لئے خالہ زاد، چچازاد سے بھی پردہ کرنا چاہئے، اگر کبھی کبھار مجبوری سے کسی نامحرم کے سامنے آنا پڑے تو چہرہ چھپا لینا چاہئے، نامحرم رشتہ داروں سے بے تکلفی کے ساتھ باتیں کرنا اور بے حجاب ان سے اختلاط کرنا شرعاً و اخلاقاً زہر قاتل ہے۔

گھر سے باہر پردہ نہ کرنے والی خواتین گھر میں رشتہ داروں سے کیوں پردہ کرتی ہیں؟

س:...... ہمارے ہاں اب پردہ ایک نیا رخ اختیار کر چکا ہے، وہ یہ کہ عورتیں، لڑکیاں ویسے تو کھلے عام بازاروں میں پھرتی ہیں، خوب شاپنگ کرتی ہیں اور کسی کے دیکھنے یا نہ دیکھنے کی کوئی پروا نہیں کرتیں مگر جب وہ اپنے گھر میں ہوتی ہیں تو اگر اس وقت کوئی مہمان یا کوئی اور آ جائے تو فوراً پردہ کر لیتی ہیں اور ہرگز کسی کے سامنے نہیں آتیں، آپ بتا سکتے ہیں کہ مسلمان عورتوں اور لڑکیوں کے اس ماڈرن پردہ کے بارے میں اسلام میں کوئی شق موجود ہے؟ اگر نہیں تو پھر اپنے گھر میں آنے والے شریف لوگوں سے پردہ چہ معنی دارد؟ جبکہ اس طرح ان شریف لوگوں کی دل شکنی بھی ہوتی ہے جو بذات خود ایک بڑا گناہ ہے؟

ج:...... اعتراض صحیح چیز پر نہیں غلط پر ہوتا ہے، آپ کو اعتراض "ماڈرن بے پردگی" پر ہونا چاہئے جو بے حیائی کی حدود سے بھی کچھ آگے نکل گئی ہے، پردہ بہرحال پردہ ہے، وہ محل اعتراض نہیں ہونا چاہئے، البتہ یہ ضروری ہے کہ جو عورت خدا تعالیٰ اور رسول کا حکم سمجھ کر پردہ کرے گی وہ خدا اور رسول کی رضامندی کی مستحق ہوگی اور جو فیشن کے طور پر کرے گی وہ اس رضامندی سے محروم رہے گی۔

نرس کے لئے مرد کی تیمارداری

س:...... عام طور سے مسلمان لڑکیاں نرسنگ کا پیشہ اپنانے سے گریز کرتی ہیں، میں نے یہ سوچ کر یہ پیشہ اپنایا تھا کہ دیگر مسلمان لڑکیاں بھی آگے آئیں اور اس پیشے کو اپنائیں لیکن اس پیشہ میں مرد اور عورت دونوں کی تیمارداری کرنا پڑتی ہے۔ لڑکی ہونے کی وجہ سے عورتوں اور بچوں کا کام تو میں کر سکتی ہوں لیکن مردانہ وارڈ میں غیر مرد کی مرہم پٹی کرنا کیا ایک مسلمان لڑکی کے لئے صحیح ہے؟ مہربانی فرما کر اسلامی شریعت کی روشنی میں تفصیلی جواب دیں۔

ج:...... مردوں کی مرہم پٹی اور تیمارداری کے لئے مردوں کو مقرر کیا جانا چاہئے، نامحرم عورتوں سے یہ خدمت لینا جائز نہیں۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست اعلیٰ: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد: ۲۰ ۲۸/محرم تا ۴/صفر ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۲ تا ۱۸/اپریل ۲۰۰۲ء شمارہ ۴۷

☆ بیاد ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' مولانا عبدالرحیم اشعر'
جناب سید اطہر عظیم' مولانا نذیر احمد تونسوی'
مولانا سعید احمد جلال پوری' علامہ احمد میاں حمادی'
مولانا منظور احمد الحسینی' صاحبزادہ طارق محمود'
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی' مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا' ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ' منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم' محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

غیر اسلامی اقدار و نظریات کے فروغ کی کوششیں! (اداریہ) 4
توضیح و تشریح الشہید جل جلالہ (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 6
پیغام محمدیؐ کے احسانات (علامہ سید سلیمان ندویؒ) 8
قادیانیوں سے چند سوال (حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ) 13
مرزا غلام احمد قادیانی کے امراض خبیثہ (حافظ محمد اقبال رنگونی) 18
مسلمان ایک انقلابی قوم (مولانا اختر امام عادل قاسمی) 22
ایک ضروری وضاحت!! 27

زرتعاون بیرون ملک
امریکہ کینیڈا آسٹریلیا: ۱۹۰ ڈالر
یورپ افریقہ: ۱۶۰ ڈالر
سعودی عرب' متحدہ عرب امارات' بھارت'
مشرق وسطیٰ ایشیائی ممالک: ۹۰ امریکی ڈالر

زرتعاون اندرون ملک
فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۶۵ روپے
سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک لمیٹڈ حضوری باغ روڈ برانچ
اکاؤنٹ: 383-8 کراچی ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph:583486-514122 Fax:542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph:7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر اسلامی اقدار و نظریات کے فروغ کی کوششیں

۱۱ستمبر کے واقعہ کے بعد سے دنیا بھر میں اسلام کو جس طرح دہشت گردی' عدم برداشت اور بنیاد پرستی کا مذہب بنا کر پیش کیا جا رہا ہے وہ یقیناً قابل مذمت ہے۔ ایک ایسا مذہب جو اپنے اندر امن پسندی' برداشت و رواداری' عدم تشدد اور اعتدال پسندی کی وہ تمام تعلیمات رکھتا ہو جو آج کل کے خود ساختہ ترقی یافتہ معاشرے میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتیں' ایسے مذہب کو دہشت گردی کا مذہب قرار دینا' اس کی تعلیمات کو عدم برداشت اور تشدد پسندی کی تعلیمات گردانا اور ایسے مذہب کو بنیاد پرستی کا مذہب ہونے کا طعنہ دینا اس حقیقت کا بین ثبوت ہے کہ موجودہ معاشرہ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے عدم واقفیت اور بعض اسلام سے بے بہرہ افراد کے ذاتی افعال کی بنیاد پر اپنے متذکرہ بالا الزامات کی دیواریں چنتے ہوئے ہے۔ قادیانیوں اور یہودیوں کی جانب سے کئے گئے پروپیگنڈہ اور ان کے زیر اثر ذرائع ابلاغ نے تقریباً تمام ممالک کو مسحور کر کے یہ باور کرایا ہے کہ آج کل اسلام کے نام پر جو کچھ کیا جا رہا ہے' خواہ وہ بعض غیر مسلم گروہوں ہی کی جانب سے کیوں نہ کیا جا رہا ہو' اس میں بالواسطہ یا بلاواسطہ مسلمانوں کا ہاتھ ہے۔ اکثر غیر ملکی سربراہان مملکت اور ان کے عوام بھی اس پروپیگنڈہ کا شکار ہو کر اسلام سے خائف ہو گئے اور مسلمانوں کو اپنا دشمن گرداننے لگے۔ اس تمام تر پروپیگنڈہ کا اثر یہ ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں تمام تعصبات سے بالاتر ہو کر سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہوتے چلے گئے۔ وہ اس خوف میں مبتلا ہو گئے کہ کس طرح اپنے ممالک میں اسلام کا راستہ روکا جائے۔ بعض ممالک نے یہ دیکھ کر کہ تبلیغی جماعت کے بڑھتے ہوئے اثرات کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ مسلمانوں میں مذہبی بیداری پیدا ہو رہی ہے بلکہ غیر مسلم بھی اسلام سے متاثر ہو رہے ہیں اور جوق در جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں' تبلیغی جماعت کی اپنے ملک میں آمد و رفت پر پابندی عائد کر دی۔ بعض ممالک میں اسلامی مذہبی تعلیم دینے والے اداروں کے خلاف انتہائی منفی طرز عمل اختیار کیا گیا تا کہ ان کے ذریعہ مذہبی تعلیم کے فروغ کی راہ مسدود کی جا سکے۔ بعض ممالک نے دینی مدارس کو دہشت گردی کے اڈے قرار دے کر عالمی رائے عامہ کو علمائے کرام' مذہبی رہنماؤں اور دینی مدارس کے خلاف ہموار کرنے کی کوشش کی۔ بعض ممالک کا اور کسی چیز پر بس نہ چلا تو بعض اسلامی فرائض اور شعائر کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے اور ان کے خلاف ایک مہم شروع کر کے عوام الناس کو ان اسلامی شعائر و فرائض کا عملی و اعتقادی انکار کرنے پر اکسایا۔ جب ان تمام باتوں سے کام نہ بنا اور جن مذموم مقاصد کے تحت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہ تمام تر پروپیگنڈہ کیا جا رہا تھا وہ حاصل نہ کئے جا سکے تو پھر اسی پرانے ہتھیار کو استعمال میں لانے کا طریقہ کار اختیار کیا گیا جو غیر مسلموں کا ہمیشہ سے آزمودہ کار رہا ہے۔ یعنی رقص و سرود کو مسلم معاشرہ میں عام کیا جائے' غیر اسلامی اقدار و نظریات کو فروغ دیا جائے' فحاشی و عریانی کو عام کیا جائے' مسلم ممالک میں لبرل ازم کی تعلیمات اور کلچر کو فروغ دیا جائے' اسلامی عقائد کو حرف زنی کا نشانہ بنایا جائے' دینی کتابوں اور اسلامی شریعت کو دہشت گردی کا علمبردار قرار دیا جائے اور اسلام کے خلاف ایسا زہریلا پروپیگنڈہ کیا جائے کہ دنیا کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر واضح نہ ہو سکے اور مسلم ممالک میں ان تمام چیزوں کو اس حد تک فروغ دیا جائے کہ خود مسلم ممالک کے شہریوں میں یہ چیزیں رچ بس جائیں۔

ان عناصر کی یہ کوششیں جزوی حد تک کامیاب رہیں لیکن دنیا بھر میں مسلم ممالک میں آزادی اظہار' آزادی نسواں' حقوق انسانی' لبرل ازم' عدم تشدد و رواداری اور مذہبی اعتدال پسندی کے نام پر جس بڑے پیمانے پر غیر اسلامی اقدار و نظریات کے فروغ کی کوششیں کی جا رہی تھیں اس کے لحاظ سے یہ کوششیں کسی قابل ذکر حد تک نہ پہنچ سکیں اور مسلم ممالک کے شہریوں کا ان غیر اسلامی اقدار و نظریات کو مکمل طور قبول کرنا تو کجا اکثر مسلم ممالک کے شہریوں کی جانب سے ان عناصر کو شدید ردعمل کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ بعض مسلم ممالک کے عوام تو عوام' خواص اور سربراہان مملکت تک کھلم کھلا ان غیر اسلامی اقدار و نظریات کے خلاف آواز اٹھانے پر مجبور ہو گئے۔ گزشتہ دنوں پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف کی جانب سے کابینہ کے ایک اجلاس کے دوران اس بات کا کھلے بندوں اظہار کیا گیا کہ صدر مشرف پاکستان میں حد سے زیادہ لبرل ازم نہیں چاہتے اور ان کی حکومت اسلام اور ملک کی معاشرتی روایات کے منافی کوئی چیز برداشت نہیں کرے گی۔ کچھ اسی قسم کے خیالات کا اظہار سعودی عرب کے برسر اقتدار طبقہ کی جانب سے بھی کیا گیا۔ سعودی عرب کے وزیر داخلہ شہزادہ نائف بن عبدالعزیز نے تو کھلم کھلا یہاں تک کہہ دیا کہ سعودی عرب کو اسلام مخالف یا غیر اسلامی افکار و نظریات کی راہداری یا مرکز نہیں بننے دیا جائے گا۔ ان کے اس بیان کی خبر درج ذیل ہے:

''سعودی عرب کو غیر اسلامی نظریات کی راہداری نہیں بننے دیں گے' شہزادہ نائف

بعض حادثات کے بعد سعودی عرب اور اسلامی عقائد کو نشانہ بنایا جارہا ہے' دانشوروں سے خطاب

ریاض (نمائندہ جنگ) وزیر داخلہ پرنس نائف بن عبدالعزیز نے کہا ہے کہ ہمارے خواب تعمیر و ترقی اور امن و استحکام کے ہیں اور اس سمیت ہم بہت آگے جانا چاہتے ہیں۔ وزیر داخلہ پرنس نائف بن عبدالعزیز نے ان خیالات کا اظہار بریدہ قصیم گورنریٹ کے کانفرنس ہال میں دانشوروں' یونیورسٹیوں کے پروفیسرز' ادیب' مصنفوں' ماہرین تعلیم اور تاجروں سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ سعودی عرب کو اسلام مخالف یا غیر اسلامی افکار و نظریات کی راہداری یا مرکز نہیں بننے دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ بعض حادثات کے بعد ذرائع ابلاغ کے ذریعے سعودی عرب اور اسلامی عقائد کو حرف زنی کا نشانہ بنایا گیا ہے' دینی کتابوں اور اسلامی شریعت تک کو دہشت گردی کا علمبردار قرار دیدیا گیا۔ شہزادہ نائف نے سوال کیا کہ یہ باتیں حقائق سے ناواقفیت کا نتیجہ ہیں یا تجاہل عارفانہ ہیں۔ سعودی وزیر داخلہ نے کہا کہ اسلام صاف و شفاف مذہب ہے جو انسان کا احترام کرتا ہے' خوف کی مزاحمت کرتا ہے اور امن قائم کرتا ہے۔ ذرائع ابلاغ کو باریک بینی سے معلومات فراہم کرنا' قارئین کا احترام کرنا اور ملک کی ابلاغی پالیسی کی پابندی کرنا چاہئے۔'' (روزنامہ جنگ کراچی ۲۳/ مارچ ۲۰۰۲ء)

یہ تو تھا سربراہان' وزراء اور برسر اقتدار طبقہ کا ردعمل' مسلم دانشور اس حوالے سے کیا کہتے ہیں؟ ملاحظہ فرمائیے:

''دنیا کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کی جائے' بین الاقوامی سیمینار

ریاض (نمائندہ جنگ) سعودی عرب کے دارالحکومت میں ''اسلام اور ثقافتوں'' کے موضوع پر منعقدہ چار روزہ بین الاقوامی سیمینار کے شرکا نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اسلام کے خلاف پروپیگنڈے کے سدباب کے لئے دنیا کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کی جائے۔'' (روزنامہ جنگ کراچی ۲۳/ مارچ ۲۰۰۲ء)

ان اقتباسات سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ مسلم ممالک کے عوام کے علاوہ برسر اقتدار طبقہ بھی اپنے ممالک کو اسلام مخالف یا غیر اسلامی افکار' نظریات و اقدار کی راہداری یا مرکز بنانے کا مخالف ہے' یہ طبقہ دہشت گردی کے بعض واقعات کے بعد ذرائع ابلاغ کے جانب سے اسلامی عقائد' مسلم ممالک اور مسلمانوں کو متہم کئے جانے کے خلاف ہے۔ مسلم حکمران دینی کتابوں اور اسلامی شریعت کو دہشت گردی کا علمبردار قرار دینے کے خلاف ہیں' وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام اور مسلمانوں پر لگائے گئے یہ تمام الزامات یا تو حقائق سے ناواقفیت کا نتیجہ ہیں یا پھر تجاہل عارفانہ ہیں۔ نیز مسلم سربران مملکت اپنے ممالک میں حد سے زیادہ لبرل ازم نہیں چاہتے اور نہ ہی اسلام اور ملک کی معاشرتی روایات کے منافی کسی چیز کے فروغ کے خواہاں ہیں' وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام ایک صاف و شفاف مذہب ہے جو انسان کا احترام کرتا ہے' خوف کی مزاحمت کرتا ہے اور امن قائم کرتا ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں عالمی ذرائع ابلاغ پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اسلام کی صحیح تصویر کی عکاسی کریں اور انہیں اسلام کے بارے میں سعودی وزیر داخلہ شہزادہ نائف بن عبدالعزیز کے الفاظ میں باریک بینی سے معلومات فراہم کرنا چاہئے۔ اسی طرح وہ گروہ اور عناصر جو اسلام کے خلاف صدیوں سے مصروف کار ہیں ان کے سرکردہ رہنماؤں اور کارندوں کو یہ سوچنا چاہئے کہ ان کی صدیوں کی جان توڑ محنت کے باوجود اسلام نہ صرف یہ کہ کرۂ ارض پر باقی ہے بلکہ اس کے پیروکاروں کی تعداد پہلے کے مقابلہ میں خاصی بڑھ چکی ہے خصوصاً جب سے یہ عناصر اسلام کے خلاف مصروف عمل ہوئے ہیں اس وقت سے اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا ہے بلکہ ان عناصر کی کئی سرکردہ ہستیاں دائرۂ اسلام میں داخل ہوئی ہیں' کیا ان گروہوں اور عناصر کے رہنماؤں اور کارندوں کے لئے اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ وہ اسلام کے ابدی پیغام کو قبول کرکے ہمیشہ ہمیشہ کی کامیابی کے حقدار بن جائیں؟ یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ مسلم رہنما صرف غیر اسلامی اقدار' روایات و نظریات اور لبرل ازم کے خلاف بیانات ہی پر اکتفانہ کریں بلکہ اپنے ممالک میں حقیقی اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے کے لئے عملی اقدامات پر بھی توجہ مرکوز رکھیں۔ جس طرح ہوا' پانی' کھانا انسان کی طبعی ضروریات میں سے ہے اور اس کے بغیر روح و جسم کا تعلق بے معنی ہے اسی طرح اسلام کے بغیر انسان کا وجود در حقیقت وجود کہلانے کا مستحق نہیں ہے کیونکہ انسانی روح اسلام کے احکامات و فرائض کی انجام دہی کے لئے پیدا کی گئی ہے اور ''بے شک ہم نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے'' کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ تمام مسلم ممالک میں اسلامی تعلیمات کو مکمل طور پر نافذ کیا جائے۔ صرف یہی وہ واحد صورت ہے جس کے ذریعہ اسلام پر لگائے گئے تمام الزامات کی دبیز تہہ ہٹ کر اسلام کی اصل تصویر ظاہر ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلم حکمرانوں کو اسلام کے عملی نفاذ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

توضیح وتشریح

الشہید جل جلالہ

مولانا محمد اشرف کھوکھر

الحمدللہ الذی ھو موصوف بجلال ذاتہ و کمال صفاتہ و دلیل الاوجودہ بوجودہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ مرکز دائرۃ الوجود و مرکز دائرۃ الشھود و علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔ امابعد

شہادت' گواہی' راہ خدا میں شہید ہونا' اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول آخری حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا باہوش وحواس سچے دل سے اقرار کرنا' شہادت دینا یا گواہی دینا کہلاتا ہے' اس لئے دوسرے کلمہ کو شہادت کہا جاتا ہے۔ شہادت دینا' گواہی دینا' شہادت رویت' چشم دید گواہی اور شہادت سمعی' سنی سنائی گواہی' نماز کے اندر تشہد میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے عملی اظہار کے لئے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا کو بھی شہادت کہا جاتا ہے۔

الشہید ظاہر وباطن پر مطلع اور ہر جگہ حاضر وناظر وموجود۔ معلوم ہوا الشہید اللہ جل شانہ کا صفاتی نام ہے جو قرآن کریم میں تقریباً ۳۴ آیات میں آیا ہے۔

سورۃ البروج میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

"واللہ علیٰ کل شئی شھید"

ترجمہ:"اللہ تعالیٰ ہر چیز کے حال سے مطلع ہے۔"

سورۃ آل عمران میں فرمایا:

"شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملئکۃ و اولوالعلم قائماً بالقسط لا الہ الا ھو العزیز الحکیم۔"

ترجمہ:"گواہی دی اللہ نے یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے بھی انصاف کے ساتھ' کوئی معبود نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے' غالب ہے' حکمت والا ہے۔"

یہاں اللہ رب العزت نے اپنی وحدانیت کی خود گواہی دی ہے۔

"وکفیٰ باللہ شھیدا" (النساء)

ترجمہ:"اور اللہ تعالیٰ کی گواہی ہی کافی ہے۔"

حکم خداوندی کی تعمیل میں بصارت وبصیرت سے کام لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب و ماہتاب' زمین اور یہ فلک' جمادات' نباتات' حیوانات سب کے سب الشہید جل شانہ کی وحدانیت پر شاہد عدل ہیں۔

بے شک الشہید جل جلالہ ہر چیز کی خبر رکھتا ہے' اور وہ انسانوں کے ہر قول وفعل' حرکت وسکون سے باخبر ہے اللہ تعالیٰ ہی الشہید جل جلالہ ہی ہے کہ اس نے عدم معرفت اور اسرار حقیقت کا اعلام فرمایا ہے۔

اسلامی قوانین میں قانون شہادت کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چار کبیرہ گناہوں کا ذکر فرمایا ان میں سے ایک شہادۃ الزور بھی ہے:

۱:...... اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک بنانا۔

۲:...... ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔

۳:...... جھوٹی شہادت دینا۔

۴:...... جھوٹی بات بتانا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں گواہی اور شہادت کی اہمیت کے پیش نظر' ذاتی معاملات میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنے والے گواہ سے دوسروں کے معاملات میں عدل وانصاف کی توقع کے بارے میں فرمایا کہ گواہی اور شہادت کی بنیادی شرط ہے کہ گواہ فسق وفجور میں مبتلا نہ ہو متقی اور عادل ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"سچائی نجات ہے اور جھوٹ باعث ہلاکت۔"

سچی گواہی دینا حق کی حمایت کرنے کے مترادف ہے اور اسی طرح جھوٹی گواہی دینا جھوٹ کی حمایت کے مترادف ہوگا۔ سچی گواہی دینے والا حق دار کو نفع پہنچانے والا اور موجب ثواب ہوگا اور اسی طرح جھوٹی گواہی دینے والا دراصل ظلم کا مرتکب ہوجاتا ہے اور اس کے لئے قرآن کریم میں یوں کہا گیا ہے:

ترجمہ:"جو شخص تعدی اور ظلم سے ایسا کرے گا' ہم اس کو عنقریب دوزخ میں داخل کریں گے۔"

دوسری جگہ فرمایا کہ:

ترجمہ:"اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی گواہی کو جو اس کے پاس ہو چھپائے۔"

اور اس طرح فرمایا:

ترجمہ:"شہادت کو نہ چھپاؤ اور جو کوئی شخص گواہی کو چھپائے گا اس کا دل گناہ گار ہے اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو' اس سے خوب واقف ہے۔"

سورۂ نساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"اے مسلمانو اسلام پر قائم رہو

اور خدا سے ڈرتے ہوئے گواہی دو یعنی سچی بات کہو اگرچہ وہ گواہی خود تمہارے اپنے یا تمہارے ماں باپ اور عزیز و اقارب کے خلاف ہو اگر کوئی شخص مالدار یا مفلس ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا تم سے زیادہ نگہبان ہے' تم انصاف کو چھوڑ کر اپنے نفس کی خواہش پرست چلو اور اگر گواہی میں پیچ ڈالو گے یعنی گھما پھیر کر بات کرو گے یا بچ جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔"

سورۂ مائدہ میں اسی مضمون کو دوسرے انداز میں بیان کیا گیا ہے:

ترجمہ: "اے مسلمانو! خدا کے واسطے انصاف کے ساتھ گواہی دینے پر مستعد رہو اور لوگوں کی دشمنی تم سے بے انصافی نہ کرائے۔ انصاف کرو اور انصاف ہی پرہیزگاری تک پہنچنے کی نزدیک ترین راہ ہے اور اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔"

آج کل عدالتوں میں اکثر ایسے گواہ پیش ہوتے ہیں جو فرائض شہادت سے نابلد ہوتے ہیں جو کسی فریق کی اعانت ورعایت یا کسی فریق سے نفرت وعداوت کی وجہ سے شہادت دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ جھوٹی شہادت دے کر وہ الشہید جل شانہ کی ناراضگی مول لیتے ہیں۔ گواہی تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے دینی چاہئے' گواہی اور شہادت سے مقصود دنیاوی منفعت نہ ہونا چاہئے جو لوگ گواہی کو اپنا پیشہ بنا کر اس سے دنیا کی کمائی کرتے ہیں وہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان کے لئے قیامت کے دن اللہ کی پکڑ بڑی زبردست ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ آج کل کے مصروف ترین دور میں لوگ گواہی دینے سے اس لئے گریزاں رہتے ہیں کہ کاروبار چھوڑ کر بار بار حاضر عدالت ہونا پڑتا ہے' عدالتوں کو چاہئے کہ: "لا يضار كاتب ولا شهيد" کے حکم قرآنی کی تعمیل کریں' اور گواہوں کے لئے ضروری ہے کہ حکم قرآنی: "ولا يأب الشهداء اذا ما دعوا" کہ گواہی کے لئے گواہ جب بلائے جائیں تو انکار نہ کریں' کی تعمیل میں عدالت میں جا کر گواہی دینے سے انکار نہ کریں۔

ترجمہ: "اے ایمان والو! انصاف کے ساتھ قیام کرو' اللہ کے گواہ بنے ہو خواہ تمہاری شہادت خود تمہارے خلاف ہو۔"

صادق ہوں اپنے قول میں غالب خدا گواہ
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

سچ کہنا اور سچ کی گواہی اور شہادت دینا' الشہید جل جلالہ کے لئے گواہ بننا ہے۔ یہی حکم خداوندی اور سنت رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

خاصہ کائنات محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ یعنی خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا تھا کہ:

"فليبلغ الشاهد منكم الغائب"

پس تم میں سے موجود وحاضر' غائب تک بات پہنچا دے۔

ممکن ہے کہ جس کو بات پہنچائی جائے وہ پہنچانے والے سے زیادہ محفوظ رکھنے والا ہو۔

شہادت کا معنی راہ خدا میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا بھی ہے یعنی اعلائے کلمۃ الحق کے لئے' اسلامی ریاست ومملکت کی حفاظت وصیانت کرتے ہوئے دشمنان دین' ملک وملت کے خلاف میدان جہاد میں اپنی جان قربان کر دینا شہادت کہلاتا ہے۔ کسی جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بڑا جہاد قرار دیا گیا ہے۔ رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت سے لے کر عصر حاضر تک اگر تاریخ اسلام کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے اہل ایمان نے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے یعنی الشہید جل شانہ کی وحدانیت کا پرچار کرتے ہوئے اعدائے اسلام سے لڑتے ہوئے لازوال اور بے دریغ قربانیاں پیش کیں' اپنی جان سے گزر گئے' یہاں تک کہ جہاں سے گزر گئے۔ الشہید جل شانہ کی وحدانیت کا اقرار و پرچار کے لئے شہدائے اسلام کی لازوال قربانیوں کی خونچکاں داستانیں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ ہمیں بھی دارین کی فوز وفلاح کو سمیٹنے کے لئے الشہید جل شانہ کی وحدانیت کے پرچار اور پوری دنیا میں اسلام کا پرچم بلند کرنے کے لئے اور حق وسچ کی تبلیغ اور نسل نو تک امانت کے بارگراں کو پہنچانے کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہئے۔

کلمہ شہادت زبان سے پڑھنے اور دل سے تصدیق کرنے کے بعد اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہنا اور الشہید جل شانہ کی رضا کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کا عزم صمیم اور عملی اظہار کر کے دارین کی فوز و فلاح کو سمیٹنا چاہئے۔ الشہید جل شانہ کا ہر جگہ بلا شرکت غیرے حاضر وموجود ہونے کا احساس واستحضار ہی انسان کو برائیوں سے اجتناب اور عبادات' اخلاق' معاملات میں دیانتدار اور پرخلوص ہونے کی ضمانت فراہم کر سکتا ہے۔ الشہید جل شانہ کی موجودگی پر غیر متزلزل ایمان وایقان ہی کسی حکمران اور زندگی کے کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھنے والے انسان کو انفرادی اور اجتماعی طور پر ملک اور معاشرے میں اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کی راہ ہموار کر سکتا ہے۔ الشہید جل شانہ کا حاضر وناظر ہونا اور بلاشبہ ہونا ہی ایک متقی اور پرہیزگار انسان کو نہ صرف شب وروز بلکہ گزرتے ہوئے ایک ایک لمحہ کی قدر وقیمت کا صحیح احساس دلا سکتا ہے اور ایک متقی اور پرہیزگار انسان کا الشہید جل شانہ کی ہر لمحہ ہر آن موجودگی کا دل ودماغ میں استحضار رکھنا ہی "ذکر اللہ" سے رطب اللسان رہنے اور ذکر خداوندی کی حلاوت سے محظوظ ہونے کی سعادت سے بہرہ مند کر سکتا ہے۔ الشہید جل شانہ ہمیں انفرادی اور اجتماعی طور پر "شہادۃ" کے صحیح معنوں میں تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

پیغام محمدیؐ کے احسانات

علامہ سید سلیمان ندویؒ

مسئلہ ''توحید'' کے متعلق تمام سابقہ مذاہب میں جو حقیقت میں توحید ہی کا پیام لے کر اس دنیا میں آئے تھے' تین اسباب سے غلط فہمیاں اور گمراہیاں پیدا ہوئیں' ایک جسمانی تشبیہ و تمثیل' دوسرے صفات کو ذات سے الگ اور مستقل ماننا اور تیسرے افعال کی نیرنگی سے دھوکہ کھانا' پیغام محمدی نے ان گرہوں کو کھولا' ان غلط فہمیوں کو دور کیا اور ان حقیقتوں کو واضح کیا' سب سے پہلے تشبیہ و تمثیل کو لیجئے۔

ا:......خدا کو خدا کی صفتوں کو اور خدا و بندہ کے باہمی تعلق کو واضح کرنے کے لئے خیالی یا مادی تشبیہیں اور تمثیلیں دوسرے مذاہب کے معتقدوں نے ایجاد کیں' نتیجہ یہ ہوا کہ اصل خدا تو جاتا رہا اور اس کی جگہ یہ تشبیہیں اور تمثیلیں خدا بن گئیں' انہی تشبیہوں اور تمثیلوں نے مجسم ہو کر بتوں کی شکل اختیار کر لی اور بت پرستی شروع ہو گئی۔ خدا کو اپنے بندوں کے ساتھ جو لطف و کرم اور محبت و پیار ہے اس کو بھی تشبیہ و تمثیل کے رنگ میں ادا کر کے مجسم کر دیا گیا۔

آرین قوموں میں چونکہ عورت محبت کی دیوی ہے اس لئے خدا اور بندہ کے تعلق کو ماں اور بیٹے کے لفظ سے ادا کیا گیا اور اس لئے خدا ماتا کی شکل میں آ گیا۔

بعض دوسرے ہندو فرقوں میں اس بے کیف محبت کو زن و شوہر اور میاں بیوی کے الفاظ میں ادا کیا گیا۔ سدا سہاگ فقیروں نے ساڑھی اور چوڑی پہن کر اسی حقیقت کو نمایاں کیا ہے۔ رومیوں اور یونانیوں نے بھی عورت ہی کی شکل میں خدا کو ظاہر کیا ہے۔ سامی قوموں میں عورت کا برملا ذکر تہذیب کے خلاف ہے اس لئے خاندان کی اصل بنیاد باپ قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح بابل اور شام کے کھنڈروں میں خدا مرد کی صورت میں جلوہ نما ہے' بنی اسرائیل کے ابتدائی تخیل میں خدا باپ اور تمام فرشتے اور انسان اس کی اولاد بتائے گئے ہیں بعد کو باپ خدا کی اولاد صرف بنی اسرائیل قرار پاتی ہے' بنی اسرائیل کے بعض صحیفوں میں زن و شوہر کا تخیل بھی خدا اور بنی اسرائیل کے درمیان نظر آتا ہے' یہاں تک کہ بنی اسرائیل اور یروشلم بیوی فرض کئے جاتے ہیں اور خدا شوہر بنتا ہے۔

عیسائیوں میں باپ اور بیٹے کی تمثیل نے اصل اور حقیقت کی جگہ لے لی' عربوں میں بھی اسی قسم کا تخیل تھا' خدا باپ تصور کیا جاتا تھا اور فرشتے اس کی بیٹیاں۔

پیغام محمدیؐ نے ان تمام تشبیہی اور تمثیلی صورتوں' طریقوں اور محاوروں کو یک قلم موقوف کر دیا اور ان کا استعمال شرک قرار دیا' اس نے صاف اعلان کیا: ''اس جیسی اور اس کی مثل کوئی چیز نہیں'' اس ایک آیت نے شرک کی ساری بنیادوں کو ہلا دیا' پھر ایک نہایت ہی چھوٹی سورۃ کے ذریعہ سے انسانوں کے سب سے بڑے وہم کو دور کیا:

''کہہ دیجئے اے پیغمبر! اللہ ایک ہے' (خود ہر چیز سے) بے نیاز ہے اور تمام چیزیں اس کی نیاز مند ہیں' نہ وہ جنتا ہے (جو اس کے اولاد ہو) نہ وہ جنا جاتا ہے (جو کسی کی اولاد ہو کر پھر خدا ہو) اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے (جو زن و شوہر کا رشتہ قائم ہو سکے)۔'' (سورۂ اخلاص)

اس ایک سورۃ میں جو قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورۃ ہے' توحید کی نکھری ہوئی صورت ظاہر ہوئی ہے' جس کی بنا پر دین محمدیؐ ہر قسم کے شرک کے مغالطوں سے پاک ہو گیا ہے۔

اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ پیغام محمدیؐ نے خدا اور بندہ کے درمیان محبت و پیار اور لطف و کرم کے تعلقات کو توڑ دیا ہے' نہیں اس نے ان تعلقات کو اور زیادہ پیوستہ اور مضبوط کر دیا ہے لیکن ان تعلقات کے ادا کرنے میں جو جسمانی تعبیریں مختلف انسانی شکلوں میں تھیں صرف ان کو توڑ دیا ہے' اس لئے کہ اول تو یہ انسانی طریقہ اور حقیقت سے بہت کم رتبہ ہے یعنی اس کی نگاہ میں عبد و معبود کے درمیان جو تعلق ہے اس کے مقابلہ میں باپ بیٹے' ماں بیٹیاں یا زن و شوہر کا تعلق محض ہیچ اور بالکل کم درجہ ہے۔ دوسرے یہ کہ ان ...یروں سے شرک کی غلطیاں پیدا ہوتی ہیں' اسی لئے

اسلام نے یہ کہا:

"تم اللہ کو اسی طرح یاد کرو جیسے اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بہت بڑھ کر یاد کرو۔" (سورۂ بقرہ)

دیکھو کہ اس آیت میں محبت الٰہی کو ادا کرنا تھا تو یہ نہیں کہا کہ: "خدا تمہارا باپ" (یعنی خدا اور باپ کے رشتہ کو مشبہ اور مشبہ بہ نہیں بتایا) بلکہ خدا کی محبت اور باپ کی محبت کو باہم مشبہ اور مشبہ بہ قرار دیا۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ اس نے اس جسمانی رشتہ کو تو چھوڑ دیا لیکن اس جسمانی رشتہ کی محبت کو باقی رکھا۔ آگے بڑھ کر اس نے کہا بلکہ باپ سے بہت زیادہ خدا سے محبت رکھنی چاہئے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اس رشتہ کی محبت کو وہ خدا اور بندہ کی محبت اور تعلق کے مقابلہ میں کم رتبہ اور ہیچ سمجھتا ہے اور اس میں ترقی کی ضرورت محسوس کرتا ہے:

"ایمان والے سب سے زیادہ خدا سے محبت رکھتے ہیں۔" (سورۂ بقرہ)

اسلام خدا کو "ابوالعالمین" دنیا کا باپ نہیں کہتا بلکہ رب العالمین دنیا کا پالن ہار کہتا ہے' کیونکہ اس کی نگاہ میں اب سے رب کا رتبہ بہت بلند ہے' باپ کا تعلق بیٹے سے آنی اور عارضی ہے' مگر رب کا تعلق اپنے مربوب سے اس کی خلقت اور وجود کے اولین لمحہ سے لے کر آخرین لمحہ تک برابر بلا انقطاع قائم رہتا ہے۔ اسلام کا خدا ودود ہے یعنی محبت والا' رؤف ہے یعنی ایسی رافت اور محبت والا جو باپ کو اپنے بیٹے سے ہے' حنان ہے یعنی ایسی محبت والا جیسی ماں کو اپنے بیٹے سے ہے مگر وہ نہ باپ ہے اور نہ ماں بلکہ ان تشبیہوں سے پاک ہے۔

۲:...... قدیم مذاہب کے عقیدۂ توحید میں غلط فہمیوں کا دوسرا سبب صفات کا مسئلہ ہے یعنی صفات کو ذات الٰہی سے الگ مستقل وجود کے طور پر تسلیم کرنا' ہندوؤں کے عام مذہب میں جو خداؤں کا لاتعداد لشکر نظر آتا ہے وہ حقیقت میں اسی غلطی کا نتیجہ ہے کہ ہر ایک صفت کو انہوں نے ایک علیحدہ اور مستقل وجود مان لیا اور اس ایک خدا کے ۳۳ کروڑ خدا بن گئے۔ تعداد چھوڑ کر صفات کی تشبیہ اور تمثیل بھی انہوں نے مجسم کر کے پیش کی۔ خدا کی صفت قوت کو ظاہر کرنا تھا تو انہوں نے اسے واقعی ہاتھ کے ذریعے سے ظاہر کیا اور اس کی جسمانی تمثیل میں کئی کئی ہاتھ بنا دیئے۔ خدا تعالیٰ کی حکمت بالغہ کو سمجھانا تھا تو ایک سر کے بجائے دوسر کی مورت کھڑی کر دی۔

ہندو مذہب کے فرقوں پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ وہ اسی ایک مسئلہ صفات کے تجسم اور مستقل وجود کے تخیل سے مختلف فرقوں میں بٹ گئے ہیں۔ خدا کی تین بڑی صفتیں ہیں: (۱) خالقیت' (۲) قیومیت' اور (۳) ممیتیت یعنی پیدا کرنے والا' قائم رکھنے والا اور فنا کرنے والا۔ ہندو فرقوں نے ان صفتوں کو تین مستقل شخصیتیں تسلیم کر لیا اور برہما' وشنو اور شیو یعنی خالق' قیوم اور ممیت تین مستقل ہستیاں بن گئیں اور برہمن' وشنو پرست اور شیو پرست تین الگ الگ فرقے ہو گئے اور تینوں کے پوجنے والے الگ ہو گئے۔

عیسائیوں نے خدا کی تین بڑی صفتوں یعنی حیات' علم اور ارادہ کو تین مستقل شخصیتیں تسلیم کر لیا۔ حیات باپ ہے' علم روح القدس ہے اور ارادہ بیٹا ہے۔ اسی قسم کی چیزیں رومی' یونانی اور مصری تخیل میں بھی ملتی ہیں' لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام نے اس غلطی کا پردہ چاک کر دیا اور صفات کی نیرنگی سے دھوکہ کھا کر ایک کو چند سمجھنا انسان کی جہالت اور نادانی قرار دیا۔ قرآن نے کہا:

"سب خوبیاں اسی ایک پروردگار عالم کے لئے ہیں۔" (سورۂ فاتحہ)

"سب اچھی صفتیں اسی کے لئے ہیں۔" (سورۂ روم)

"اللہ ہی آسمان و زمین کا نور ہے۔" (سورۂ نور)

عرب میں اسی ہستی کو صفت رحم سے متصف کر کے عیسائی اس کو رحمان کہتے ہیں۔ عام مشرکین عرب اس کو اللہ کہتے تھے۔ قرآن نے کہا:

"اس کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر' جو کہہ کر پکارو' سب اچھے نام یا اچھی صفتیں اسی کی ہیں۔" (سورۂ بنی اسرائیل)

"پس خدا وہی پیارا ہے یا وہی کام بنانے والا ہے' وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔" (سورۂ شوریٰ)

"ہشیار! بیشک وہی خدا غفور اور رحیم ہے' بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔" (سورۂ شوریٰ)

"وہی آسمان میں خدا ہے اور وہی زمین میں خدا ہے اور وہی حکیم و علیم حکمت والا اور جاننے والا ہے۔" (سورۂ دخان)

"وہی سننے والا علم والا ہے جو آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ آسمانوں اور زمین کے بیچ میں ہے سب کا رب ہے' اگر تم کو یقین آئے' اس کے سوا کوئی خدا نہیں' وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے' وہی تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا رب ہے۔" (سورۂ دخان)

یعنی وہی برہما ہے' وہی شیو ہے' وہی وشنو ہے۔ تینوں ایک ہی کی صفتیں ہیں۔ صفات کے تعداد اور

اختلاف سے موصوف میں تعدد اور اختلاف نہیں۔

"خدا ہی کے لئے سب خوبی ہے' جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا' رب ہے سارے جہان کا' اور اسی کو ہے سب بڑائی آسمانوں میں اور زمین میں' اور وہی زبردست اور حکمت والا ہے۔"
(سورۂ جاثیہ)

"وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی اللہ نہیں' چھپے اور کھلے کا جاننے والا وہی ہے' مہربان رحم والا' وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی اللہ نہیں' وہ بادشاہ' پاک' صلح و امن' امن دینے والا' پناہ میں لینے والا' زبردست دباؤ والا ہے' بڑائیوں والا' پاک ہے اللہ ان باتوں سے جن کو یہ مشرک لوگ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں' وہی خدا ہے جو خالق ہے' جو عدم سے لانے والا ہے' جو صورت گری کرنے والا ہے' اسی کے لئے ہیں سب اچھے نام (یا سب اچھی صفتیں) جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں (مخلوقات) ہے سب اسی کی تسبیح پڑھتی ہیں' وہی غالب (اور) دانا ہے۔" (سورۂ حشر)

ان صفتوں والے خدا کو ہم نے صرف پیغام محمدی ہی کے ذریعہ سے جانا ہے' ورنہ دوسروں نے تو ذات سے صفات کو الگ کر کے ایک خدا کے چند ٹکڑے کر ڈالے تھے: سبحان اللہ عما یشرکون سے مراد وہی شرک ہے جو صفات کو ذات سے الگ کر کے لوگوں نے اختیار کیا تھا' اس آخری پیغام نے بتایا کہ وہی اللہ ہے' خالق ہے' وہی باری ہے' وہی مصور ہے' وہی ملک ہے' وہی قدوس ہے' وہی مومن ہے' وہی عزیز ہے' وہی جبار ہے' وہی رحمان و رحیم ہے' ایک ہی ذات کی یہ سب صفتیں ہیں' اور وہ اللہ ہے۔

۳:...... شرک کا تیسرا سرچشمہ افعال الٰہی کی نیرنگی ہے۔ لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھا کہ ان مختلف افعال کو انجام دینے والی مختلف ہستیاں ہیں' کوئی مارتی ہے' کوئی جلاتی ہے' کوئی لڑائی لڑواتی ہے' کوئی صلح کرواتی ہے' کسی کا کام محبت ہے' کسی کا کام عداوت ہے' کوئی علم کا دیوتا ہے' کوئی دولت کی دیوی ہے' غرض ہر کام کے لئے الگ الگ سینکڑوں خدا ہیں' اسلام نے ان نادانوں کو بتایا کہ یہ سب ایک ہی خدا کے کام ہیں۔

تمام افعال کی دو بڑی قسمیں ہیں' ایک خیر اور ایک شر' یا یوں کہو کہ ایک اچھی اور دوسری بری۔ اس خیال سے کہ ایک ہی ذات سے خیر و شر کے دو متضاد کام نہیں ہو سکتے' زرتشتیوں نے خیر اور اچھے کاموں اور اچھی چیزوں کے لئے الگ خدا اور شر اور برے کاموں اور بری چیزوں کے لئے الگ خدا ٹھہرایا۔ پہلے کا نام یزدان اور دوسرے کا نام اہرمن رکھا' اور دنیا کو اس یزدان اور اہرمن کی باہمی کشمکش کی معرکہ گاہ ٹھہرایا۔ یہ غلطی اس لئے ہوئی کہ وہ خیر و شر کی حقیقت نہیں سمجھ سکے۔ خیر و شر دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے' کوئی شے اپنے اصل کے لحاظ سے نہ خیر ہے نہ شر' وہ خیر اور شر انسانوں کے صحیح یا غلط استعمال سے بن جاتی ہے۔ فرض کرو آگ ہے' اگر اس سے کھانا پکاؤ یا انجن چلاؤ' یا غریب کو تاپنے کو دو تو یہ خیر ہے اور اگر اسی سے کسی غریب کا گھر جلا دو تو یہ شر ہے' آگ اپنی اصل کے لحاظ سے نہ خیر ہے نہ شر' تم اپنے استعمال سے اس کو خیر یا شر بنا دیتے ہو' تلوار خود نہ خیر ہے نہ شر' تم اس کو جیسا استعمال کرو ویسی ہی ہے' تاریکی نہ خیر ہے نہ شر' اگر تم اسے لوگوں کے گھروں میں چوری کا ذریعہ بناؤ تو شر' اور اگر اپنے کو چھپا کر نیکیوں کے کرنے کا وقت بناؤ یا انسان کے حواس کے آرام و سکون اور راحت کا ذریعہ بناؤ تو خیر ہے۔

خدا تعالیٰ نے یہ کائنات بنائی' آسمان و زمین بنائے' مادہ کو تخلیق کیا' اشیاء میں خاصیتیں رکھیں اور ان کو مختلف قوتیں بخشیں' پھر انسان کو بنایا' اس کو دل و دماغ بخشا' عقل و حکمت دی' اب دیکھو کہ ایک انسان اس کائنات کی ترتیب' اشیاء کی ترکیب اور خاصیتوں کو دیکھ کر ایک خالق و قادر کی صنعت کاری اور صورت گری پر تعجب کرتا ہوا "فتبارک اللہ احسن الخالقین" پڑھ کر حضرت ابراہیم کی طرح یہ پکار اٹھتا ہے:

"میں نے اپنا منہ سب طرف سے پھیر کر اس ذات کی طرف کر لیا' جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا' اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔"

دوسری طرف اسی مادہ اور اس کی قوتوں اور خاصیتوں کی ظاہرداریوں میں پھنس کر انسان کے دل و دماغ کی عقل و حکمت خدا کا انکار کر بیٹھتی ہے اور مادہ ہی کو اصل کائنات اور علۃ العلل سمجھنے لگتی ہے' اور یہ کہہ اٹھتی ہے:

"اس دنیاوی زندگی کے علاوہ پھر کوئی دوسری زندگی نہیں' ہم مرتے اور جیتے ہیں' اور ہم کو زمانہ کے سوا کوئی اور نہیں مارتا۔" (سورۂ جاثیہ)

کائنات اور اس کے عجائبات اور خواص ہر شخص کے سامنے ایک ہی ہیں' البتہ دماغ ہزاروں ہیں' ان کو دیکھ کر ایک دماغ خدا پرست ہو جاتا ہے اور دوسرا گمراہ اور دہریہ بن جاتا ہے' غور کرو تو معلوم ہوگا کہ ایک ہی چیز ہے جو ہدایت کرنے والی اور گمراہ کرنے والی دونوں ہے' یا یوں کہو کہ کائنات اپنی اصل کے لحاظ سے

نہ ہدایت کرنے والی ہے نہ گمراہ کرنے والی' تم اپنی عقل کے اختلاف سے ہدایت پاتے ہو یا گمراہ ہو جاتے ہو تو گویا ایک ہی کائنات ہادی بھی ہے اور مضل بھی' جس طرح خدا کے اس کام (مادہ) کے دونوں نتیجے ہیں' اسی طرح خدا کے پیغام کے بھی دونوں نتیجے ہیں۔ اسی قرآن یا انجیل کو پڑھ کر ایک انسان خدا کو پہچانتا ہے اور تسلی پاتا ہے اور دوسرے کے دل میں شبہات پیدا ہوتے ہیں' خطرات آتے ہیں اور وہ انکار کی طرف مائل ہو جاتا ہے' پیغام ایک ہے البتہ دل دو ہیں' اور یہ دونوں دل اور دونوں دماغ' ایک ہی خالق کی مخلوق ہیں' ان کے دو خالق نہیں ہیں' نتیجہ یہ نکلا کہ افعال کی دوئی فاعل کی دوئی کی دلیل نہیں' یہ تمام نیرنگیاں ایک ہی قدرت کے تماشے ہیں' خیر و شر دونوں اسی کے ہاتھ میں ہیں' ہدایت اور ضلالت دونوں ادھر ہی سے ہے:

''اپنے اس کلام کے ذریعہ وہ (خدا) بہتوں کو راہ راست نہیں دکھاتا (گمراہ کرتا ہے) اور بہتوں کو راہ راست دکھاتا ہے' انہی کو راہ راست نہیں دکھاتا جو خدا کے عہد کو باندھ کر توڑتے ہیں' جو اس کو کاٹتے ہیں جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے' اور جو زمین میں فساد کرتے ہیں' یہی ہیں گھاٹا اٹھانے والے۔'' (سورۂ بقرہ)

''خدا کافروں کو ہدایت نہیں کرتا۔''

(سورۂ بقرہ)

ان آیتوں سے معلوم ہوگا کہ ہدایت اور ضلالت دونوں کی علۃ العلل وہی ہے' مگر دونوں کے لئے ابتدائی محرکات تمہارے ہی ہوتے ہیں' تم نے فسق کیا' قطع رحم کیا' فساد کیا' کفر کیا تو اس کے بعد ضلالت آئی' ضلالت پہلے اور فسق و فجور بعد کو نہیں آیا۔

خدا نے انسان کو پیدا کیا اور بتا دیا کہ یہ راستہ منزل مقصود کو جاتا ہے اور یہ عمیق غار میں ان کو لے جا کے گرا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''ہم نے راستہ اس کو دکھا دیا' (تو) وہ (پھر) یا شکر گزار بن جاتا ہے یا کافر بن جاتا ہے۔'' (سورۂ دھر)

تمام دنیا کی اچھی بری چیزوں کا وہی ایک خالق ہے' ارشاد ہوا:

''اللہ تمہارا رب ہر چیز کا وہی خالق ہے' اس کے سوا کوئی اللہ نہیں۔''

(سورۂ مومن)

''اور خدا نے تم کو پیدا کیا اور جو تم بناتے ہو اس کو پیدا کیا۔'' (سورۂ صافات)

لیکن:

''اس نے ہر چیز کو اس کی صورت بخشی پھر ہدایت دے دی۔'' (سورۂ طٰہٰ)

اب تم ہو جو اس کو ہدایت اور ضلالت اور خیر و شر بنا لیتے ہو۔ اگر غلط راہ پر چلے تو ضلالت ہوئی' صحیح راہ پر چلے تو ہدایت ہوئی۔ صحیح مصرف میں استعمال کیا تو خیر اور غلط استعمال کیا تو شر۔ ورنہ کوئی چیز اپنی اصل کی رو سے نہ ہدایت ہے نہ ضلالت' خیر ہے نہ شر' اس لئے خیر و شر کو دو چیزیں سمجھ کر دو خدا کی ضرورت نہیں بلکہ ایک ہی خدا ہے جو ان دونوں کا خالق ہے:

''کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے؟ وہی تم کو آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے' اس کے سوا کوئی معبود نہیں' تو تم کدھر الٹے جاتے ہو۔'' (سورۂ فاطر)

خدا نے اپنا پیغام تمہارے سپرد کر دیا' اب تم اس کو مانو یا نہ مانو۔

''پھر ہم نے کتاب کا وارث ان کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا' تو ان میں سے کوئی اپنی جان کا برا کرتا ہے' اور کوئی ان میں سے بیچ کی چال چلتا ہے' اور کوئی خدا کے حکم سے خوبیاں لے کر آگے بڑھ جاتا ہے۔''

(سورۂ فاطر)

''اور جو پڑے تم پر مصیبت' سو اس کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا' اور وہ معاف کرتا ہے بہت سی باتوں کو۔''

(سورۂ شوریٰ)

باقی آئندہ

ماہر خطاط ارشد خرم کی زیر نگرانی
خرم گرافکس
کمپیوٹرائزڈ ڈیزائننگ، کیلنڈر ڈیزائننگ، پیکیجز ڈیزائننگ، ٹائٹل ڈیزائننگ
لیٹر پیڈز، دعوت نامے، وزیٹنگ کارڈز، ہر قسم پبلسٹی آئیٹم کی تیاری
اور مکمل پرنٹنگ تک کی تمام سہولیات سے آراستہ با اعتماد ادارہ
نیز دینی اداروں کا کام نہایت توجہ اور انکے ذوق کے مطابق کیا جاتا ہے۔
32 جنسی گڈز سیکشن نیو مارکیٹ اکبر روڈ کراچی
گرافک ڈیزائنر سلیمان ارشد

نئی صدی ۔ نئی سوچ ۔ نیا انداز
روح افزا
PET BOTTLE
آپ کا پسندیدہ مشروب
رُوح افزا
خوب صورت اور مضبوط، ٹوٹ پھوٹ سے محفوظ
'PET' بوتل
میں دستیاب ہے
معیار
ہر قیمت پر
SHARBAT ROOH AFZA
HAMDARD LABORATORIES
اور ہاں! ہر 'PET' بوتل میں
50 ملی لیٹر
زیادہ رُوح افزا بھی
راحتِ جاں
رُوح افزا
مشروبِ مشرق
ہمدرد
www.hamdard.com.pk

قادیانیوں سے چند سوال

اب تک کسی مرزائی کو ان سوالات کے جواب دینے کی ہمت نہیں ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل و تلبیس سے متاثر قادیانی عوام کو کفر و زندقہ کی دلدل سے نکالنے کے لئے ہمیشہ علماء امت نے نہایت عام فہم انداز میں بات سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ ذیل میں قادیانیوں سے اس سلسلے کے چند سوال کئے جاتے ہیں، جن پر غور و فکر کرنا ان کے لئے ہدایت کا راستہ کھول سکتا ہے۔

سوال:۱...... مرزا غلام احمد قادیانی نے براہین احمدیہ حصہ چہارم میں سورۂ صف کی آیت ۱۰ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے، چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے، اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ ص:۴۹۸، ۴۹۹ روحانی خزائن ج:۱ ص:۵۹۳)

مرزا کی عبارت غور سے پڑھ کر صرف اتنا بتایئے کہ مرزا نے قرآن کریم کے حوالے سے جو لکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے، یہ سچ تھا یا جھوٹ؟ صحیح تھا یا غلط؟

ایک اہم نکتہ:

مرزا قادیانی ۱۸۹۱ء تک کہتا رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے، اس کے بعد یہ کہنا شروع کیا کہ وہ مر گئے ہیں، دوبارہ نہیں آئیں گے۔ مسلمان اور قادیانی دونوں فریق اس پر متفق ہیں کہ ان دونوں متضاد خبروں میں سے ایک سچی تھی اور دوسری جھوٹی۔ مسلمان یہ کہتے ہیں کہ پہلی خبر سچی تھی اور دوسری جھوٹی،

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اس کے برعکس قادیانی کہتے ہیں کہ پہلی جھوٹی تھی اور دوسری سچی۔

جھوٹی خبر دینے والا شخص جھوٹا کہلاتا ہے، لہٰذا دونوں فریق اس پر متفق ہوئے کہ مرزا جھوٹا تھا۔

ایک اور قابل غور نکتہ:

یہ تو آپ نے ابھی دیکھا کہ دونوں فریق مرزا کے جھوٹا ہونے پر متفق ہیں، آیئے اب یہ دیکھیں کہ دونوں میں کون سا فریق مرزا کو "بڑا جھوٹا" مانتا ہے۔

مسلمان کہتے ہیں کہ ابتداء سے ۱۸۹۱ء تک مرزا اپنی زندگی کے پچاس برس تک سچ بولتا رہا، آخری سترہ سالوں میں اس نے جھوٹ بولنا شروع کیا۔ اس کے برعکس قادیانیوں کا کہنا یہ ہے کہ مرزا اپنی زندگی کے پچاس برس تک جھوٹ بکتا رہا، اور آخری سترہ سال میں اس نے سچ بولا۔

خلاصہ یہ کہ مسلمانوں کے نزدیک مرزا کے سچ کا زمانہ پچاس سال، اور جھوٹ کا زمانہ صرف آخری سترہ سال، اور قادیانیوں کے نزدیک مرزا کے جھوٹ کا زمانہ پچاس سال اور اس کے سچ کا زمانہ صرف سترہ سال ہے۔

بتایئے! دونوں میں سے کس فریق کے نزدیک مرزا "بڑا جھوٹا" نکلا؟

ایک اور لائق توجہ نکتہ:

مسلمان کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی پچاس سال تک سچ کہتا رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے، لیکن پھر شیطان نے اس کو بہکا دیا اور شیطان کے بہکانے سے یہ کہنے لگا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نہیں آئیں گے بلکہ میں خود مسیح موعود بن گیا ہوں۔ اور قادیانی کہتے ہیں کہ وہ پچاس سال تک جھوٹ بکتا رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے، پھر اس پچاس سال کے جھوٹے کو اللہ نے (نعوذ باللہ) مسیح موعود بنا دیا۔ کیا کسی کی عقل میں یہ بات آسکتی ہے کہ پچاس سال تک جھوٹ بولنے والا "مسیح موعود" بن جائے؟

ایک اور دلچسپ نکتہ:

اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ مسلمان اور قادیانی دونوں فریق اس پر متفق ہیں کہ مرزا جھوٹا تھا۔ ادھر مرزا

کا دعویٰ ہے کہ وہ مسیح موعود ہے۔ ظاہر ہے کہ جھوٹا آدمی جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے گا تو وہ ''مسیح کذاب'' کہلائے گا لہٰذا دونوں فریق اس پر بھی متفق ہوئے کہ مرزا ''مسیح کذاب'' تھا۔

سوال:۲......مرزا نے مذکورہ بالا کتاب میں یہ بھی لکھا تھا کہ اس عاجز (یعنی مرزا) پر ظاہر کیا گیا ہے کہ چونکہ یہ عاجز مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور چونکہ اس عاجز کو مسیح علیہ السلام سے مشابہت تامہ حاصل ہے' اس لئے اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی سے اس عاجز کو بھی مسیح علیہ السلام کی مذکورہ بالا پیشگوئی میں شریک کر رکھا ہے' یعنی حضرت مسیح علیہ السلام ظاہری اور جسمانی طور پر اس پیشگوئی کا مصداق ہیں اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر' چنانچہ مرزا لکھتا ہے:

''لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے...... سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتداء سے عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔'' (براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ ص:۴۹۹' روحانی خزائن ج:۱ ص:۵۹۳' ۵۹۴)

مرزا نے مندرجہ بالا عبارت میں ذکر کیا ہے کہ اس پر مندرجہ ذیل امور ظاہر کئے گئے ہیں:

۱......مرزا مسیح علیہ السلام کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔

۲......مرزا کو مسیح علیہ السلام سے مشابہت تامہ حاصل ہے۔

۳......لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کی پیشگوئی میں ابتداء ہی سے مرزا کو بھی شریک کر رکھا ہے۔

۴......مسیح علیہ السلام سورۂ صف کی مذکورہ بالا پیشگوئی کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہیں اور مرزا صرف روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل ومورد ہے۔

سوال یہ ہے کہ یہ چار باتیں مرزا پر کس نے ظاہر کی تھیں؟ اللہ تعالیٰ نے یا شیطان نے؟ اور یہ کہ یہ چار باتیں جو مرزا پر ظاہر کی گئیں' صحیح تھیں یا غلط؟ سچی تھیں یا جھوٹی؟

سوال:۳......مرزا غلام احمد قادیانی نے مذکورہ بالا کتاب میں اپنے الہام کے حوالہ سے یہ لکھا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلال کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور یہ کہ مرزا کا زمانہ' حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ کے لئے بطور ارہاص واقع ہوا ہے۔ چنانچہ مرزا لکھتا ہے:

''عسیٰ ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا۔ خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے' یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضح اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا۔ اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔ اور یہ زمانہ اس زمانہ کے لئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے یعنی اس وقت جلالی طور پر خدائے تعالیٰ اتمام حجت کرے گا۔ اب بجائے اس کے جمالی طور پر یعنی رفق اور احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے۔'' (براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ ص:۵۰۵' روحانی خزائن ج:۱ ص:۶۰۱' ۶۰۲)

مرزا نے مندرجہ بالا عبارت میں اپنے الہام کے حوالہ سے جو دو باتیں لکھیں یعنی:

۱......حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔

۲......اور یہ زمانہ اس زمانے کے لئے بطور ارہاص واقع ہوا ہے۔

سوال یہ ہے کہ مرزا کی یہ دونوں الہامی باتیں سچی تھیں یا جھوٹی؟

سوال:۴......مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ

میں لکھا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے اور اس کے ثبوت میں قرآن کریم کی آیت اور اپنے الہامات کا حوالہ دیا تھا۔ (جیسا کہ سوال ۱'۲'۳ میں مرزا کی عبارت آپ پڑھ چکے ہیں) لیکن ''اعجاز احمدی'' میں لکھتا ہے کہ میں نے ''براہین احمدیہ'' میں یہ عقیدہ خدا کی وحی سے نہیں لکھا تھا۔ مرزا کی عبارت ملاحظہ ہو:

''اس وقت کے نادان مخالف بدبختی کی طرف ہی دوڑتے ہیں اور شقاوت سر پر سوار ہے' باز نہیں آتے' کیا کیا اعتراض بنا رکھے ہیں' مثلاً کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے سے پہلے براہین احمدیہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا اقرار موجود ہے' اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو' اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں؟ اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں۔''

(اعجاز احمدی ص:۶' روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۱۳'۱۱۴)

سوال یہ ہے کہ براہین احمدیہ میں قرآن کریم کی آیت اور مرزا کے الہامات کا جو حوالہ دیا گیا تھا' کیا آپ کے نزدیک یہ خدا کی وحی ہے یا نہیں؟ اگر آپ ان چیزوں کو خدا کی وحی مانتے ہیں تو مرزا کا انکار کرنا جھوٹ ہے یا نہیں؟

سوال:۵..... مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں لکھا تھا کہ سورۂ صف کی آیت:۱۰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں پیشگوئی ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں ابتدائی سے مجھے بھی شریک کر رکھا ہے۔ (دیکھئے سوال نمبر۲ میں مرزا کی پوری عبارت)۔

اس کے برعکس اعجاز احمدی میں لکھتا ہے کہ براہین احمدیہ میں:

''مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ:

''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔'' (سورۂ صف:۱۰)

(اعجاز احمدی ص:۷' روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۱۳)

مرزا کے یہ دونوں بیان آپس میں ٹکراتے ہیں کیونکہ براہین میں کہتا ہے کہ اس پیشگوئی کا مصداق عیسیٰ علیہ السلام ہیں' لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اس میں شریک کر رکھا ہے' اور اعجاز احمدی میں کہتا ہے عیسیٰ علیہ السلام کا اس پیشگوئی میں کوئی حصہ نہیں' بلکہ میں ہی اس کا مصداق ہوں۔ اور لطف یہ کہ دونوں جگہ اپنے الہام کا حوالہ دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کون سی بات سچی ہے اور کون سی جھوٹی؟ اور کون سا الہام صحیح ہے اور کون سا غلط؟

سوال:۶..... مرزا قادیانی' اعجاز احمدی میں لکھتا ہے:

''پھر میں قریباً بارہ برس تک' جو ایک زمانہ دراز ہے' بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا' اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا' جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔''

(اعجاز احمدی ص:۷' روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۱۳)

اس کے برعکس ''آئینہ کمالات اسلام'' میں لکھتا ہے:

''و واللہ قد کنت اعلم من ایام مدیدۃ اننی جعلت المسیح ابن مریم' وانی نازل فی منزلہ' ولکن اخفیتہ' نظرا الی تاویلہ' بل ما بدلت عقیدتی و کنت علیھا من المستمسکین' و توقفت فی الاظہار عشر سنین۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص:۵۵۱' روحانی خزائن ج:۵ ص:۵۵۱)

ترجمہ: ''اور اللہ کی قسم! میں ایک مدت سے جانتا تھا کہ مجھے مسیح ابن مریم بنا دیا گیا ہے' اور میں اس کی جگہ نازل ہوا ہوں۔ لیکن میں نے اس کو چھپائے رکھا اس کی تاویل پر نظر کرتے ہوئے' بلکہ میں نے اپنا عقیدہ بھی نہیں بدلا' بلکہ اسی پر قائم رہا اور میں نے دس برس اس کے اظہار میں توقف کیا۔''

ان دونوں بیانوں میں تناقض ہے۔ اعجاز احمدی میں کہتا ہے کہ بارہ برس تک مجھے خبر نہیں تھی کہ خدا نے بڑی شد و مد سے مجھے مسیح موعود قرار دیا ہے' اور آئینہ کمالات اسلام میں کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! میں جانتا تھا کہ مجھے مسیح موعود بنا دیا گیا ہے' لیکن میں نے اس کو دس برس تک چھپائے رکھا' ان دونوں باتوں میں سے کون سی بات صحیح ہے اور کون سی غلط؟ کون سی سچی اور کون سی جھوٹ؟

سوال:۷..... مرزا' اعجاز احمدی میں لکھتا ہے:

''خدا نے میری نظر کو پھیر دیا' میں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے' یہ میری سادگی تھی' جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی' ورنہ میرے مخالف مجھے بتلاویں کہ میں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا' بارہ

برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا؟ اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا؟“

(اعجاز احمدی ص:۷، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۱۴)

اس عبارت میں مرزا اقرار کرتا ہے کہ اس نے خدا کی وحی کو بارہ برس تک نہیں سمجھا اور خدا کی وحی کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا عقیدہ لکھ دیا۔ سوال یہ ہے کہ جو شخص بارہ برس تک وحی الٰہی کا مطلب نہ سمجھے اور وحی الٰہی کے خلاف بارہ برس تک جھوٹ بکتا رہے‘ کیا وہ مسیح موعود ہو سکتا ہے؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ کسی شخص کا وحی الٰہی کے خلاف جھوٹ بکنا اس کے جھوٹا ہونے کی عظیم الشان دلیل ہے یا مرزا کے بقول اس کی سچائی کی؟

سوال:۸..... مرزا ”آئینہ کمالات اسلام“ میں قسم کھا کر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح موعود اور مسیح ابن مریم بنادیا تھا‘ لیکن اس کے برعکس ازالہ اوہام میں کہتا ہے کہ میں مسیح موعود نہیں بلکہ مثیل مسیح ہوں اور یہ کہ جو شخص میری طرف مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ منسوب کرے وہ مفتری اور کذاب ہے‘ چنانچہ ”علمائے ہند کی خدمت میں نیاز نامہ“ کے عنوان سے لکھتا ہے:

”اے برادران دین وعلمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں‘ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پاکر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا‘ جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا‘ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں‘ جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔“

(ازالہ اوہام ص:۱۹۰، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۹۲)

سوال یہ ہے کہ جب مرزا خود کہتا ہے کہ خدا نے مجھے مسیح ابن مریم بنادیا ہے تو ازالہ اوہام کی رو سے خود مفتری اور کذاب ثابت ہوا یا نہیں؟ اور یہ کہ جو لوگ مرزا کو مسیح موعود کہتے ہیں مرزا کے بقول ”کم فہم لوگ“ ہیں یا نہیں؟

سوال:۹..... مرزا بشیر احمد ایم اے ”سیرۃ المہدی“ میں لکھتا ہے:

”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔“

(سیرۃ المہدی ج:۱ ص:۴۳، ایڈیشن دوم)

مرزا نے باپ کی پنشن میں خیانت کی‘ کیا ایسا شخص خدا کی وحی پر امین ہو سکتا ہے؟ اور ایسا خائن اور چور مسیح موعود ہو سکتا ہے؟

سوال:۱۰..... مرزا قادیانی ازالہ اوہام میں لکھتا ہے:

”یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے‘ جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے‘ اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں‘ کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی‘ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔“ (ازالہ اوہام ص:۵۵۷ مندرجہ روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۰۰)

مرزا قادیانی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی متواتر ہے۔ ادھر مرزا کا کہنا ہے کہ:

”میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں‘ جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔“

(ازالہ اوہام ص:۱۹۰، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۹۲)

پس جو لوگ مرزا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر پیشگوئی کا مصداق قرار دیتے ہیں وہ مفتری اور کذاب ہیں یا نہیں؟

سوال:۱۱..... مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام ص:۵۵۷ کی مندرجہ بالا عبارت میں اقرار کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر احادیث میں مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی فرمائی ہے‘ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح

بن مریم (علیہ السلام) کی کچھ علامات بھی بیان فرمائی ہوں گی' یہاں ایک حدیث ذکر کرتا ہوں' جسے مرزا محمود نے "حقیقت النبوۃ" ص:۱۹۲ میں نقل کر کے اس سے مسیح موعود کے نبی ہونے پر استدلال کیا ہے:

"انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں' ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے' اور میں عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں' کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں' اور وہ نازل ہونے والا ہے' پس جب اسے دیکھو تو اسے پہچان لو (۱) کہ وہ درمیانہ قامت' (۲) سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ' (۳) زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے' (۴) اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا گو سر پر پانی نہ ہی ڈالا ہو' (۵) اور وہ صلیب کو توڑے گا' (۶) اور خنزیر کو قتل کرے گا' (۷) اور جزیہ ترک کر دے گا اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا' (۸) اس کے زمانہ میں سب مذاہب ہلاک ہو جائیں گے اور صرف اسلام رہ جائے گا' (۹) اور شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے' اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے' (۱۰) عیسیٰ ابن مریم چالیس سال تک رہیں گے' اور پھر فوت ہو جائیں گے' (۱۱) اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔" (حقیقت النبوۃ ص:۱۹۲)

اس حدیث شریف میں ذکر کردہ علامات کو ایک ایک کر کے ملاحظہ فرمائیں اور پھر انصاف سے بتائیں کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذکر کردہ یہ علامتیں مرزا غلام احمد قادیانی میں پائی گئیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو مرزا کو مسیح موعود قرار دینا کس طرح صحیح ہوگا؟

سوال ۱۲:...... مرزا غلام احمد قادیانی کے ملفوظات میں ہے:

"ایک دفعہ ہم دلی میں گئے تھے۔ ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے تیرہ سو برس سے یہ نسخہ استعمال کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدفون اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر بٹھایا۔ یہ نسخہ تمہارے لئے مفید ہوا یا مضر؟ اس سوال کا جواب تم خود ہی سوچ لو۔ ایک لاکھ کے قریب لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں۔ ہر قوم اور ہر فرقے میں سے سید' مغل' پٹھان' قریشی وغیرہ۔ یہ تو حضرت عیسیٰ کو بار بار زندہ کہنے کا نتیجہ ہے۔ مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں وہ استعمال کر کے دیکھو اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فعلی شہادت دے دی) وفات شدہ مان لو۔"

(ملفوظات ج:۱۰ ص:۳۰۰)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی سے پہلے تیرہ صدیوں کی پوری امت مسلمہ اس عقیدہ پر متفق تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں' مرزا سے پہلے کی تیرہ صدیوں میں کسی صحابیؓ و تابعیؒ اور کسی مجدد نے امت کو یہ نسخہ نہیں بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں' اب جو شخص امت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف مسلمانوں کو کوئی اور نسخہ بتائے وہ زندیق ہے یا نہیں؟

(باقی آئندہ)

قادیانیوں سے متعلق آئینی ترامیم ختم کی گئیں تو تحریک چلائی جائے گی

مظفر گڑھ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے کہا ہے کہ اگر قادیانیت سے متعلق آئینی ترامیم ختم کی گئیں تو تحریک چلائی جائے گی۔ وہ یہاں مرکزی مسجد میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے قادیانیت سے متعلق آئینی ترامیم اور عدالتی فیصلے ختم کرنے کے مطالبے کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اسلام دشمنوں کے ایجنٹ ہیں اور وہ اپنے آقاؤں کے ذریعہ مختلف اوقات میں حکومت پاکستان پر دباؤ ڈلواتے رہتے ہیں۔

ABDULLAH SATTAR DINA & SONS JEWELLERS
ASJ
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
SHOP: 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR, MITHADER, KARACHI. PHONE:745543

مرزا غلام احمد قادیانی کے امراض خبیثہ

مرزا کو ہسٹریا' مرگی اور مراق کا مرض لاحق تھا

حافظ محمد اقبال رنگونی

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی پوری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں ہر قسم کے جسمانی عیوب اور امراض خبیثہ سے محفوظ رکھا اور ان پر کبھی کوئی ایسی بیماری نہیں آئی جو دوسروں کے لئے پیغمبر کی حاضری میں نفرت کا باعث بنے اور ان کی خدمت میں آنے سے رکاوٹ کا موجب ہو اور پھر یہ عیب ہمیشہ کا ہو اور جس سے ان کے مخالفین کو یہ کہنے کا موقع مل سکے کہ یہ خدا تعالیٰ کے پیغمبر نہیں ہو سکتے۔ جبھی تو اس قسم کے امراض خبیثہ کا ابدی شکار ہو گئے' اگر پہلے کسی پیغمبر کو کوئی ابتلاء پیش آیا بھی تو وہ عارضی تھا' ابدی اور دائمی نہ تھا اور اس مدت کے گزرتے ہی ابتلاء کی یہ کیفیت بھی دور ہو گئی تھی۔

اس کے برعکس مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی نے جب دعویٰ نبوت کیا تو ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا کہ:

"اسے خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ کبھی امراض خبیثہ میں مبتلا نہیں کیا جائے گا' اس کو کبھی کوئی ایسی بیماری نہیں ہو گی جو قابل عار سمجھی جائے۔"

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس بات کو ایک پیش گوئی کے طور پر پیش کیا اور اپنے مخالفین کو بڑے تحدی کے ساتھ اس کی خبر سنائی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا:

"خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامن گیر ہو جائے جیسا کہ جذام اور جنون اور مرگی تو اس سے لوگ یہ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الٰہی ہو گیا' اس لئے پہلے سے اس نے مجھے بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا' اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کروں گا۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۳ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۷۰ حاشیہ)

آئیے ہم دیکھیں کہ مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی صحیح نکلی یا جھوٹی؟ کیا مرزا صاحب کو کبھی کوئی خبیث مرض نہیں لگا؟ اور کیا وہ مرض ہمیشہ نہیں رہا؟

کیا مرزا صاحب نے خدا پر بہتان باندھ کر جو بشارت گھڑی وہ جھوٹی تو نہیں نکلی؟ اب اس مجموعہ امراض کو دیکھیں۔

۲۵ سال سے ہسٹریا اور مرگی کا مرض:

(۱)...... مرزا صاحب کو ہسٹریا کا مرض تھا اور آپ کو مرگی کے دورے بھی پڑتے تھے۔ مرزا صاحب کی بیوی کہتی ہے:

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ ...... بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا' رات کو سوتے وقت آپ کو اتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہو گئی مگر یہ دورہ خفیف تھا' پھر اس کے کچھ عرصہ بعد ...... حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی۔ حضرت صاحب نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہو گئی ...... اس کے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے ...... ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳)

مرزا صاحب کو یہ دورے رمضان میں بھی پڑتے تھے' اور مرزا صاحب روزہ نہیں رکھتے تھے مرزا صاحب کی بیوی سے سنئے:

"جب حضرت (یعنی مرزا) کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان ...... آٹھ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا' اس لئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا' اس کے بعد رمضان آیا' دس گیارہ روزے رکھے تھے

کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا' اس کے بعد جو رمضان آیا تو تیرہواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب پھر آپ کو دورہ پڑا آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا......الخ" (ایضاً ص:۵۱)

مرزا صاحب کو اس کے بعد بھی دورے پڑتے رہے اور وہ روزہ سے بچتے رہے' پھر بھی ان روزوں کی قضا نہیں کی بلکہ ہمیشہ فدیہ دے کر کام چلاتے رہے' یہ کس شریعت کا مسئلہ ہے؟ یہ نہ پوچھئے۔ بس اتنا یاد رکھئے کہ مرزا صاحب کو دورے پڑتے رہے۔ ہم بعض قادیانیوں کی اس بات کی تردید نہیں کرتے کہ مرزا صاحب نے اس لئے کبھی روزے قضا نہیں کئے کہ انہیں کبھی صحت نہ ملی تھی بلکہ آپ ہمیشہ دورے میں ہی رہتے تھے اور دورے کی کیفیت بڑی عبرتناک ہوتی تھی' مرزا صاحب کو جب دورے پڑتے تو ان کے سارے گھر والے پریشان ہو جاتے تھے اور ان کے پیر باندھ دیتے تھے۔ مرزا صاحب کا بیٹا مرزا بشیر احمد اپنے ایک بھائی کی یہ کیفیت لکھتا ہے:

"چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی ادھر بھاگتا تھا اور کبھی ادھر' کبھی اپنی پگڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا۔" (ایضاً ص ۲۲)

مرزا صاحب کو یہ بیماری تقریباً ۲۵ سال سے تھی اور اتنے عرصہ کی یہ بیماری کیا کہلاتی ہے' اسے آپ خود مرزا صاحب سے سن لیں تاکہ کسی قادیانی کو یہ کہنے کی تکلیف نہ ہو کہ یہ بات ہم نے کہی ہے' مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے ہیں' ایک شدید درد سر اور یہ مرض تقریباً پچیس برس تک دامن گیر رہا اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیبوں نے لکھا ہے کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے' میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع (مرگی' ناقل) میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے ان کا انتقال ہو گیا۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۳۶۳ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۳۷۷)

اب یہاں پہنچ کر مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی پھر سے پڑھیں:

"خدا نے مجھے بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا۔" (کیا یہ بشارت صحیح تھی؟ نہیں)

مرزا صاحب کی یہ بیماری عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتی گئی' مرزا صاحب نے لکھا ہے:

"مجھے دو مرض دامن گیر ہیں ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سردرد اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا' نبض کم ہو جانا...... یہ دونوں بیماریاں قریباً تیس برس سے ہیں۔"

(نسیم دعوت ص ۶۸ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۵)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب ہسٹریا اور مرگی کے پرانے مریض تھے اور یہ مرض اپنے پورے عروج پر تھا اور کبھی کوئی ایسا وقت نہ آتا تھا کہ مرزا صاحب اس بیماری سے نکل آتے ہوں' اگر ایسا ہوتا تو مرزا صاحب روزے کی قضا ضرور کرتے' ان کا روزے کی کبھی قضا نہ کرنا یہ بتاتا ہے کہ ان کا یہ مرض عارضی نہ تھا بلکہ مستقل تھا۔

۳۰ سال سے کثرت پیشاب کا مرض:

(۲) مرزا صاحب کو کثرت پیشاب کی بیماری نے بھی بری طرح پریشان کر رکھا تھا اور آپ کی یہ بیماری بہت پرانی تھی۔ مرزا صاحب نے اپنے جن پرانے امراض کا ذکر کیا ہے ان میں کثرت پیشاب بھی ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"مسیح موعود زرد چادروں میں اترے گا' ایک چادر بدن کے اوپر کے حصہ میں ہوگی اور دوسری چادر بدن کے نیچے کے حصہ میں ہوگی...... یعنی ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرت پیشاب اور دستوں کی بیماری۔"

(تذکرۃ الشہادتین ص ۴۳ روحانی خزائن ج ۲۰ ص ۴۶)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"دوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا یہ تیس برس سے ہیں۔"

(نسیم دعوت ص ۶۸)

مرزا صاحب اس بیماری کی وجہ سے دن رات میں کتنی مرتبہ بیت الخلا جاتے تھے وہ بھی ملاحظہ کریں:

"مجھے دوسری بیماری بدن کے نیچے کے حصہ میں ہے جو مجھے کثرت پیشاب کا مرض ہے جس کو ذیابیطس کہتے ہیں اور معمولی طور پر مجھے ہر روز پیشاب کثرت سے آتا ہے اور پندرہ یا بیس دفعہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور بعض اوقات قریب سو دفعہ کے دن رات میں آتا ہے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۰۱ روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۳۷۲)

مرزا صاحب ایک اور جگہ اس کا اعتراف

کرتے ہیں:

"وہ بیماری ذیابیطس کی ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔"

(ضمیمہ اربعین ۳ص ۴ روحانی خزائن ج ۱۷ص ۴۷۱)

مرزا صاحب کو یہ بیماری بیس سال سے زائد عرصہ سے تھی' اس کا اعتراف انہوں نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۳ پر کیا ہے۔

دق اور سل کی بیماری:

(۳) مرزا صاحب کو ایک اور بیماری نے بھی بری طرح جکڑ رکھا تھا اور یہ بیماری دق اور سل کی بیماری تھی۔ مرزا صاحب کی بیوی کہتی ہے:

"ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں مرزا صاحب کو سل ہو گئی...... حتیٰ کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۳۲)

یعقوب علی قادیانی کہتے ہیں:

"حضرت اقدس (مرزا صاحب) نے اپنی بیماری دق کا بھی ذکر کیا ہے' یہ بیماری آپ کو حضرت غلام مرتضیٰ صاحب کی زندگی میں ہو گئی تھی...... اس بیماری میں آپ کی حالت بہت نازک ہو گئی تھی۔"

(حیات احمد ج ۲ص ۷۹)

یاد رہے کہ دق اور سل اس بیماری کو کہتے ہیں جو پھیپھڑوں کے خراب ہونے کے باعث لگتی ہے اور اس کی وجہ سے منہ سے خون آنے لگتا ہے۔

مراق کی بیماری:

(۴) مرزا صاحب جس بیماری کی وجہ سے بہت زیادہ پریشان رہا کرتے تھے وہ مراق کی بیماری تھی۔ مراق کی بیماری بڑی خطرناک بیماری ہے۔ مراق مالیخولیا کی ایک قسم ہے' اس سے پاگل پن کے دورے پڑتے ہیں اور آدمی جنون میں بکواس کرنے لگتا ہے۔ ہندوستان کے معروف حکیم غلام جیلانی مراق کے مریض کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مریض ہمیشہ سست و متفکر رہتا ہے اس میں خودی کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں ہر ایک بات میں مبالغہ کرتا ہے۔"

(مخزن حکمت طبع دوم ماخوذ از قادیانی مذہب ص ۱۴۳)

حکیم محمد اعظم خاں صاحب لکھتے ہیں:

"مریض کے اکثر اوہام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول رہا ہو' مثلاً مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات و کرامات کا دعویٰ کرتا ہے' خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔"

(اکسیر اعظم ج اول ص ۱۸۸)

مرزا غلام احمد کے دست راست اور شاہی حکیم نور الدین لکھتے ہیں:

"مالیخولیا کا کوئی مریض خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں' کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں' کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔"

(بیاض حکیم نور الدین قادیانی جلد دوم ص ۲۱۲)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مراق کا مرض بہت خطرناک ہوتا ہے' یہ پاگل پن ہوتا ہے' اس میں آدمی ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہتا ہے' کوئی اپنے آپ کو بادشاہ' کوئی پیغمبر اور کوئی ولی کہتا ہے اور لوگوں کو اپنی نبوت کی طرف بلاتا ہے اور اس کی تبلیغ کرتا ہے۔ اب جس شخص میں یہ مرض پایا جائے اسے پاگل نہ کہیں تو اور کیا کہیں گے کیا مرزا غلام احمد کی تحریرات میں یہ سب دعوے موجود نہیں' آیئے یہ بھی دیکھیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس مرض مراق سے کتنا وافر حصہ پایا تھا۔ مشہور قادیانی ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل کہتے ہیں:

"میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے' بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔"

(سیرۃ المہدی حصہ ۲ص ۵۵)

مرزا صاحب کہتے ہیں:

"میرا تو یہ حال ہے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہوں تاہم مصروفیت کا یہ حال ہے کہ بڑی بڑی رات تک بیٹھا کام کرتا رہتا ہوں حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے۔"

(ملفوظات ج ۲ص ۳۷۶)

مرزا صاحب مراق کے مرض کو مسیح موعود کی علامت سمجھتے تھے' ان کا کہنا ہے کہ:

"دیکھو میری بیماری کی نسبت آنحضرت نے پیش گوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی' آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں' ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔"

(ملفوظات ج ۸ص ۴۴۵)

ایک مرتبہ مرزا بشیر الدین نے اپنے باپ مرزا غلام احمد سے کہا:

"حضور! غلام نبی کو مراق ہے تو حضور نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے اور مجھ کو بھی ہے۔"

(سیرۃ المہدی حصہ ۳ ص ۳۰۴)

قادیان سے شائع ہونے والے ایک رسالہ میں تسلیم کیا گیا ہے کہ "مرزا غلام احمد کو مراق کا مرض تھا۔"

"مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب میں موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا۔"

(رسالہ ریویو قادیان ص ۱۰ اگست ۱۹۲۶ء)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب مرض مراق کا شکار تھے اور یہ مرض ان میں دن بدن بڑھتا رہا' اسی مرض کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو خدا' بادشاہ' نبی' رسول' مسیح و مہدی سمجھنے لگ گئے تھے اور پھر ان کے نادان مریدان کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے' کسی کو یہ سوچنے کی فرصت نہ مل سکی کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت اور دعویٰ مسیحیت یہ سب مراق کے کرشمے ہیں اور مالیخولیا کے مریض اسی قسم کی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کی کتابیں اور ان کے دعوے دیکھیں تو آپ ہماری اس بات کی تائید کریں گے کہ مرزا صاحب پر واقعہ مراق کا بہت گہرا اثر تھا' اب آپ ہی بتائیں کہ اس قسم کے مراقی کو خدا کا نبی مانا جا سکتا ہے؟

دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کی بیوی کو بھی مراق تھا' اور یہ دونوں میاں بیوی اس مرض کے پوری طرح شکار تھے' مرزا غلام احمد قادیانی نے بھری عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا:

"میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے۔"

(قادیانی اخبار الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء)

عبرت کا مقام یہ ہے کہ مرزا صاحب کے بیٹے (والد مرزا طاہر) کو بھی مراق کی بیماری تھی' ڈاکٹر شاہنواز قادیانی کہتے ہیں:

"جب خاندان میں اس کی ابتداء ہو چکی تو اگلی نسل میں بیشک یہ مرض منتقل ہوا' چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح (مرزا بشیر الدین) نے فرمایا کہ: مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔"

(رسالہ ریویو قادیان ص ۱۱ اگست ۱۹۲۶ء)

ہم اس وقت مرزا غلام احمد کے بیمار خاندان پر بحث نہیں کر رہے ہیں' بتلانا صرف یہ ہے کہ مرزا صاحب مراق کے مریض تھے' اس کا اعتراف خود انہوں نے بھی کیا ہے۔ اب جو شخص اس مرض میں مبتلا ہو اور وہ کوئی دعویٰ کرے تو اسکے دعویٰ کی تردید کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ مراق کی بیماری ہی اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہوتی ہے کہ مدعی مہدویت و نبوت اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور اس کی کوئی بات بھی لائق اعتبار نہیں۔ قادیانیوں کے مشہور ڈاکٹر شاہنواز قادیانی کا قابل عبرت بیان ملاحظہ کیجئے:

"ایک مدعی الہام کے متعلق اگر ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا' مالیخولیا' مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔"

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۶ اگست ۱۹۲۶ء)

ہمارا بھی اس پر صاد ہے۔ قادیانیوں کو مرزا غلام احمد کی تحریرات اور اس کے بیانات سے بڑا اور کون سا ثبوت چاہئے؟ ان میں کوئی پڑھا لکھا موجود ہے تو اسے قادیانی ڈاکٹر کے اس بیان کی روشنی میں مرزا غلام احمد کا طوق اپنے گلے سے فوراً نکال پھینکنا چاہئے اور واقعی یہ ایسی چوٹ ہے جس نے قادیانی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا ہے۔

سو مرزا صاحب نے کہا کہ: "اسے خدا نے بذریعہ وحی بتایا ہے کہ اسے کبھی کوئی خبیث عارضہ نہیں ہوگا" لیکن ہم مرزا غلام احمد اور قادیانی زعماء کی زبانی یہ واضح کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب کو ہسٹریا' مالیخولیا اور مرگی تینوں قسم کی بیماریاں تھیں۔ یہ ایک ایسی خدائی ضرب ہے جو ہمیشہ قادیانیوں پر پڑتی رہے گی اور یہ چوٹ کبھی ختم نہ ہوگی۔ جو قادیانی ان شواہد کے ہوتے ہوئے بھی اپنی بات پر ہی اڑتے ہیں اور ایک مراق کے مریض کو خدا کا نبی جانتے ہیں وہ صرف اس دنیا میں ہی گھاٹے کا سودا نہیں کرتے بلکہ آخرت کی رسوائی اور ہمیشہ کی ذلت کا طوق بھی اپنے گلے میں ڈال رہے ہیں۔ ہاں جو قادیانی اپنی آنکھوں سے تعصب کی عینک اتار پھینکیں اور کھلے دل سے ان حقائق کا مطالعہ کریں تو ہمیں یقین ہے کہ انہیں اپنی زندگی کا ایک تاریخی فیصلہ کرنے میں ذرا بھی دیر نہ لگے گی اور وہ سب کچھ چھوڑ کر اس ذات اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دامن تھام لیں گے جن کی اطاعت و اتباع میں ہی دونوں جہان کی کامیابی و کامرانی ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

(بشکریہ ماہنامہ "دارالعلوم" دیوبند انڈیا)

مسلمان ایک انقلابی قوم

عروج زوال امکانات

آج مسلمان جس صورت حال سے دوچار ہیں ماضی میں یہ صورت نہ تھی' آج مسلمان ہر لحاظ سے پسماندہ ہیں' علم وفن' صنعت وحرفت' تہذیب و تمدن' سیاست وحکومت کسی بھی شعبہ میں یہ اقوام عالم کے دوش بدوش نہیں ہیں۔ جب کہ ہمارا ماضی ہمارے تصور سے زیادہ حسین اور عصر حاضر کی رنگارنگیوں سے بڑھ کر تابناک تھا' لیکن آج ہمارے پاس سوائے یاد ماضی کے اور کیا رہ گیا ہے؟ آج ہم اسی کو بہت سمجھتے ہیں کہ اپنے آباؤاجداد کے کارناموں کو یاد کرلیں اور تھوڑی دیر کو اپنے دل کو طفلانہ تسلیوں سے بہلالیں' یادوں کے چراغ جلانا اور تصورات کے دیپ روشن کرنا ہمارا بہترین مشغلہ بن گیا ہے:

اولئک آبائی فجئنی بمثلھم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

(یہ ہمارے اسلاف ہیں اے جریر! اپنی پوری جماعت سے ایک مثال پیش کردو)

بالیقین ہمارا ماضی اس لائق ہے کہ اس پر فخر کیا جائے' ہمارا عہد گزشتہ جتنا حسین ہے اتنا کسی قوم کا نہیں' تاریخ کی شہادت یہ ہے کہ جس وقت آج کا ترقی یافتہ یورپ اندھیروں میں بھٹک رہا تھا' اس وقت بھی ہمارے علم وفن کا چراغ روشن تھا' جب اس کے پاس لباس کا کوئی تصور بھی نہ تھا' اس وقت دارالخلافت بغداد میں ململ وتخمل اور نفیس کپڑوں کی فیکٹریاں قائم تھیں' جس دور میں مغرب فن تعمیر کے تخیل سے بھی نابلد تھا اور کھلے آسمان کے سائے میں وہ زندگی کے تاریک دن کاٹ رہا تھا' اس دور میں مسلمان فن تعمیر میں کمال حاصل کرچکے تھے اور بغداد' قرطبہ اور غرناطہ میں دنیا کی حسین ترین عمارتیں وجود میں آچکی تھیں۔ تاریخ کے جس موڑ پر یورپ ہر طرح کے تمدن سے محروم اور ایجاد واختراع کے ہر احساس سے عاری تھا' اس وقت بھی اسلامی شہروں کا تمدن نقطۂ عروج پر تھا اور اندلس کے ایجادات وانکشافات دنیا کی خاموش فضا میں ہلچل پیدا کررہے تھے۔ یہ سب کچھ بلکہ اس سے بھی بہت بڑھ کر درست اور تاریخی حقیقت ہے' جس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا' لیکن ان سب کے باوجود اقبال کی زبان میں:

مولانا اختر امام عادل قاسمی

تھے وہ آباء ہی تمہارے مگر تم کیا ہو؟

ایک عربی شاعر کے الفاظ میں:

ان الفتی من یقول ھا انا ذا
لیس الفتی من یقول کان ابی

جوان مرد وہ ہے جو اپنے ذاتی کمالات کا دنیا سے اعتراف کرالے' یہ جواں مردی نہیں کہ اپنے باپ دادا کے کمالات کے راگ الاپتا رہے اور خود کسی قسم کا کمال نہ رکھتا ہو۔

اصل کام یہ ہے کہ ان زینوں کو دریافت کیا جائے جن پر چڑھ کر ماضی کے مسلمان علم وفن اور عظمت وشوکت کے بام عروج پر پہنچ گئے تھے' اور اس روح کو تلاش کیا جائے جس کی طاقت سے انہوں نے اقوام عالم کو مسخر کیا تھا' جب ہم اس نقطۂ نگاہ سے ماضی وحال کا جائزہ لیتے ہیں تو بنیادی طور پر ہمیں تین قابل توجہ گوشے نظر آتے ہیں جن پر سوچنے والوں کو سوچنا چاہئے اور لکھنے والوں کو لکھنا چاہئے:

۱:...... ماضی میں مسلمانوں کے عروج کے کیا اسباب تھے؟

۲:...... مسلمانوں کے موجودہ زوال کے اسباب وعوامل کیا ہیں؟

۳:...... عصر حاضر میں مسلمانوں کی ترقی کے کیا امکانات ہیں؟

ماضی میں مسلمانوں کے عروج کے اسباب:

ماضی میں مسلمان عروج وارتقاء کی جن منازل پر پہنچے' اس کا بنیادی سبب قرآن اور اسلامی تعلیمات سے بے پناہ لگاؤ تھا' قرآن نے مسلمانوں کو جو تعلیمات دی تھیں' مسلمان ان پر عمل پیرا تھے' جن راہوں کی طرف رہنمائی کی تھی ان پر چلنے کے لئے وہ بے چین رہتے تھے' اور جن اشارات کی جانب اس نے توجہ مبذول کرائی تھی وہ ان کی تمام تر توجہات کا مرکز بنے ہوئے تھے۔

۱:...... ذہن سازی:

قرآن نے حد سے زیادہ گری ہوئی قوم کو ترقی

کی شاہراہ پر گامزن کرنے کے لئے سب سے پہلے ذہن بنانے کی کوشش کی کہ علم و جہل' نور و ظلمت اور تمدن و وحشت میں کافی فرق ہے' یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں' کوئی شخص بہتر انسان اسی وقت بن سکتا ہے جب وہ ان دونوں کے باہمی فرق کو محسوس کرے اور ایسا راستہ اختیار کرے جو ان میں اچھی منزل تک پہنچانے والا ہو' ایک ترقی پسند انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ جہالت و ظلمت اور وحشت و پستی کے راستے کو چھوڑ کر علم و فن اور تہذیب و تمدن کا راستہ اختیار کرے' اس کے بغیر نہ کوئی قوم آگے بڑھی ہے اور نہ بڑھ سکتی ہے:

"اے نبی! آپؐ کہہ دیجئے کہ کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو نہیں رکھتے' برابر ہو جائیں گے؟ عبرت تو صرف عقل والے ہی حاصل کرتے ہیں۔" (سورۂ زمر:۹)

قرآن نے اس قوم کی ترقی کی ضمانت دی ہے جو علم و معرفت کے راستے پر گامزن ہو:

"اللہ اہل ایمان اور اہل علم کے درجات بلند کرتا ہے۔" (سورۂ مجادلہ:۱۱)

قرآن نے عقل و فکر سے جاہلانہ جمود ختم کرنے کے لئے آفاق نفس میں غور کرنے کی دعوت دی ہے' فرمایا گیا ہے کہ:

"بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور شب و روز کی گردش میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے' جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ہوئے' اور غور کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تو نے یہ سب بے مقصد پیدا نہیں کیا تو تمام عیوب سے پاک ہے پس ہم کو آگ کے عذاب سے بچا لے۔" (سورۂ آل عمران:۱۹)

پیغمبر اسلام محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی موقع بموقع علم و معرفت کا وعظ فرمایا اور مسلمانوں کو اس کی جانب متوجہ کرنے کی بھرپور کوشش کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔" (مشکوۃ)

علم کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں لگائی گئی کہ اتنی عمر تک علم حاصل کیا جاسکتا ہے' اس کے بعد نہیں بلکہ آپؐ نے آغاز عمر سے دم واپسیں تک کے ہر لحہ میں تحصیل علم کی تاکید فرمائی:

"علم آغوش مادر سے قبر میں جانے تک حاصل کرو۔" (الحدیث)

علم و فن کے راستے میں جدوجہد کی ضرورت پیش آتی ہے' جس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوت و حوصلہ کو جوہری عنصری قرار دیا' فرمایا:

"طاقتور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن کے مقابلے میں بہتر اور پسندیدہ ہے۔" (الحدیث)

ان روایت میں سے بعض میں لفظی طور پر کلام ہے مگر معنی کے اعتبار سے وہ صحیح ہیں۔

اس طرح کی اور بھی متعدد روایات ہیں' جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فکر و خیال کو راسخ کرنے کی کامیاب کوشش فرمائی ہے کہ دنیا میں کسی قوم کو زندگی علم کی بدولت ملتی ہے' جو قوم علم و ہنر سے مالا مال ہوتی ہے وہ زندہ رہتی ہے اور کوئی اس کی زندگی چھین نہیں سکتا' لیکن جو قوم جہالت و وحشت کا راستہ پکڑ لیتی ہے' اس کو مٹ جانے سے کوئی چیز بچا نہیں سکتی۔

قرآن اور پیغمبر اسلام کی مسلسل کوششوں کے نتیجے میں ایک وحشی قوم اچانک بیدار ہوگئی اور وہ علم و ہدایت کا نور لئے تاریک دنیا کی طرف جانے کے لئے آمادہ ہوگئی۔

۲:......دعوت انقلاب:

جب قرآن نے محسوس کیا کہ اب اس قوم کی حیت جاگ اٹھی ہے اور اس کی قوت فکریہ اپنی پرواز کے لئے کسی وسیع خلا کو ڈھونڈ رہی ہے تو فوراً اس نے انقلاب اور حرکت و عمل کی دعوت دی اور قوت فکریہ کے ساتھ ساتھ قوت عملیہ کو بھی جھنجوڑا' اس کو سمجھایا گیا کہ دنیا میں انقلابات عدم سے خود بخود وجود میں نہیں آجاتے بلکہ اس کے لئے زبردست محنت کرنی پڑتی ہے۔ زندہ قوم اپنی فتح مندیوں کے فیصلے اپنے عزم کے ہاتھوں لکھتی ہے' وہ امکانات اور وسائل کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھنا گوارا نہیں کرتی بلکہ ناممکنات سے اور مشکلات سے آسانیوں کو فراہم کرنے کی کوشش کرتی ہے' وہ حالت کے بدلنے کا انتظار نہیں کرتی' بلکہ دست ہمت سے حالات کا رخ خود پلٹ دیتی ہے' اور اندھیروں سے ڈر کر وہ اپنا سفر موقوف نہیں کرتی بلکہ احکام الٰہی کے چراغ اندھیرے راستوں میں جلاتی ہوئی چلی جاتی ہے۔

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

قرآن نے نہایت بروقت اپنی صدائے لاہوتی بلند کی' جس کی گونج نے نیم خواب و نیم بیدار قوم کو اچانک انقلاب کے لئے آمادہ کیا:

"بے شک اللہ کسی قوم کی حالت

نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے آپ کو نہ بدل ڈالے اور جب اللہ کسی قوم کو برے دن دکھانے کا ارادہ کرتا ہے تو پھر اسے کوئی ٹال نہیں سکتا اور اللہ کے سوا ایسوں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوسکتا۔" (سورۂ رعد:۱۱)

اسی حقیقت کو شاعر نے اس طرح بیان کیا ہے:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

قرآن نے قوموں کے خیر و شر کا مدار خود اس کے اپنے اعمال پر رکھ دیا ہے' جو قوم یہ کہتی ہو کہ کیا کریں؟ حالات اور قسمت نے ہمیں پیچھے کردیا وہ درحقیقت اپنی بزدلانہ کم ظرفی کا اظہار کرتی ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ جو قوم جیسا عمل کرتی ہے اس کے ساتھ قدرت کا فیصلہ اسی طرح ہوتا ہے فرمایا گیا ہے کہ:

"پھر جو ذرہ برابر بھی نیک عمل کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر برا عمل کرے گا وہ (بھی) اس کو دیکھ لے گا۔" (سورۂ زلزال:۷'۸)

قرآنی مطالعہ سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ زمین پر فساد کی آگ جو بھڑکتی ہے اور شیطانیت کا ننگا ناچ جو دیکھنے میں آتا ہے اس میں بھی انسانی کرتوت کا دخل ہوتا ہے' چنانچہ فرمایا کہ:

"فساد خشکی و تری میں لوگوں کے کرتوت کی بنا پر ظاہر ہوگیا۔" (سورۂ روم:۴۱)

قرآن نے صاف طور پر اس قوم کو خسارہ کا سودا کرنے والی اور ناکام قرار دیا ہے' جس میں نور باطنی کے ساتھ ساتھ اخلاق و عمل کی روح موجود نہ ہو' اور قرآن اس کے لئے تاریخ عالم اور حوادث روزگار کو بطور شہادت کے پیش کرتا ہے کہ اگر اس نظریہ پر عین الیقین حاصل کرنے کے آرزومند ہو' تو انسانیت کی تاریخ الٹ کر پڑھ لو تم کو ہر قوم کے عروج و زوال کی داستان میں یہی بنیادی عنصر ملے گا۔ قرآن نے اس لمبی اور تلخ تاریخ کو اپنے مختصر اور جامع پیرایہ بیان میں جس طرح سمیٹ لیا ہے وہ اس کا اعجاز ہے:

"زمانے کی قسم! بے شک انسان گھاٹے میں ہے' مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور حق پر قائم رہنے کی اور صبر کرنے کی آپس میں وصیت کرتے رہے (وہ نقصان سے بچ گئے)۔" (سورۂ عصر)

انقلابی ہدایات:

یہ کسی قوم کو تدریجی انقلاب کی طرف لانے کے لئے قرآن کے طرز تعلیم کا دوسرا مرحلہ تھا' فکر و عمل کی پیہم تاکیدات کے بعد جب یہ قوم کسی عمل کے لائق ہوگئی اور علم و فن' تہذیب و تمدن اور تجارت و سیاست کے میدان میں اترنے کے قابل ہوگئی تو اس کو اشارات دیئے گئے' ہدایات و احکام سے نوازا گیا' اسرار عالم کی جھلکیاں دکھائی گئیں' عقل و خرد اور فکر و فن کے وہ راز بتائے گئے جو آج تک کسی مصلح قوم نے اپنی قوم کو نہ بتائے تھے' اور خود (خالق کائنات) نے اپنی دنیا کے بعض حقائق و علل کی نشاندہی کردی جس کی روشنی میں چل کر آج دنیا فلسفہ جدید اور سائنسی دور تک جا پہنچی ہے۔

سب سے پہلے جس مذہب نے فکر و فلسفہ کی بنیاد ڈالی اور لوگوں کو آسمان و زمین اور مخلوقات عالم میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی وہ اسلام تھا۔ اسلام سے قبل کسی بڑے سے بڑے آشنا راز نے بھی ان حقائق کا پردہ چاک نہ کیا' جو خدا کے خزانہ غیب میں مستور تھے' اس لحاظ سے یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ فلسفہ اور سائنس کا اصل موجد و بانی اسلام اور پیغمبر اسلام ہیں' اور فکر و فن کی سب سے پہلی کتاب قرآن پاک ہے' مگر افسوس کہ خود ہم نے اس کی طرف توجہ نہ کی اور غیروں کے کاسہ گیر بن کر رہ گئے:

دیکھ آکے کوچہ چاک گریباں میں بھی
قیس تو' لیلا بھی تو' صحرا بھی تو' محمل بھی تو
وائے نادانی کہ تو محتاج ساقی ہوگیا
مے بھی تو' مینا بھی تو' ساقی بھی تو' محفل بھی تو

زبان و قلم کی ضرورت:

قرآن نے عہد جدید کی تخلیق کے لئے زبان و قلم پر زور دیا' اس لئے کہ عالم الغیب والشہادۃ خوب جانتا تھا کہ اب تک کا دور جس طرح گزر رہا تھا گزر گیا لیکن آج کے بعد کا جو دور آنے والا ہے وہ علم و فن' عقل و فلسفہ اور سائنسی ایجادات کا دور ہوگا' اس کے لئے خود قرآن میں اس نئے دور کی بنیاد رکھ رہا تھا' اور علم و فن اور فلسفہ و سائنس کے لئے بنیادی طور پر زبان و قلم کی ضرورت پڑے گی' چنانچہ قرآن نے دونوں کی اہمیت اجاگر کی' سب سے پہلی وحی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی' اس کے الفاظ یہ تھے:

"پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا' پیدا کیا انسان کو بستہ خون سے' پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے' جس نے علم سکھایا قلم سے۔" (سورۂ علق)

پہلے ہی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن میں لکھنے اور پڑھنے کی اہمیت بٹھادی گئی' قلم کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ قرآن میں ایک پوری سورت کا نام سورۂ قلم ہے' اس سورت کی

ابتداء ہی میں اللہ نے قلم اور لکھنے کی قسم کھائی ہے جو قرآنی اسلوب میں کسی شے کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے:

"قلم کی قسم اور اس کی جو لوگ لکھتے ہیں۔" (سورۂ قلم)

ایک طرف تو قرآن نے مسلمانوں کو زبان و قلم کی جانب متوجہ کر کے ان کو ذریعہ ابلاغ و ترسیل سے نوازا' دوسری جانب کائنات کے بعض ایسے اثرات کی جانب اشارے کئے جن سے سائنس کو وجود ملتا ہے' قرآن نے آفاق والنفس میں غور کرنے کی تلقین کی' قرآن کا اگر گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو اس میں بہت سی آیات علم و عمل کی داعی اور سائنسی اشارات کی رہنما مل جائیں گی اور بقول مسلم سائنس دانوں کے کہ قرآن کا ایک ربع فکر و فلسفہ سے بھرا ہوا ہے۔ میں مثال کے طور پر چند آیات کا تذکرہ کرتا ہوں۔

ظواہر طبعی:

قرآن نے بعض آیات میں ان اسباب طبعی کی کرشمہ سازیوں کا ذکر کیا ہے جو اکثر لوگوں کی نگاہوں کے سامنے رہتے ہیں' مگر قوت فکریہ کی کمی کی بنا پر وہ ان پر غور نہیں کرتے اور نہ ان سے کوئی سبق حاصل کرنا چاہتے ہیں' مثلاً:

"آسمان سے پانی اس نے برسایا' اور پھر ندی' نالے اپنی اپنی گنجائش کے مطابق بہہ نکلے' اور پانی کے ریلے نے ابھرے ہوئے جھاگ کو اوپر اٹھالیا' اور آگ میں تپا کر زیور بناتے وقت یا کام کی دوسری کوئی دھات کو بھٹی میں پگھلایا جاتا ہے' اس میں ایسا جھاگ اٹھ کر اوپر آجاتا ہے' اسی طرح اللہ مثال بیان فرماتا ہے حق و باطل کی تو جو کوڑا کرکٹ ہوتا ہے وہ سوکھ کر ضائع ہوجاتی ہے اور لوگوں کے نفع کی چیز زمین میں رہ جاتا ہے' اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی مثالیں بیان کرتا ہے۔" (سورۂ رعد:۱۷)

"کیا انکار کرنے والوں نے نہیں دیکھا کہ آسمان و زمین دونوں بند تھے' پھر ہم نے ان کو کھول دیا' اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا' کیا پھر بھی وہ ایمان نہیں لاتے؟" (سورۂ انبیاء:۳۰)

اس آیت میں زمین و آسمان کی ابتدائی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے' جس کو موجودہ زمانے میں "بگ بینگ کا نظریہ" کہا جاتا ہے۔ جدید سائنسی تحقیقات کے مطابق زمین و آسمان کا تمام مادہ شروع میں ایک بہت بڑے گولے (پرائیم) کی شکل میں تھا۔ معلوم طبیعاتی قوانین کے تحت اس وقت اس کے تمام اجزا اپنے اندرونی مرکز کی طرف کھنچ رہے تھے' اور انتہائی شدت کے ساتھ باہم جڑے ہوئے تھے' پھر نامعلوم اسباب کی بنا پر اس گولے کے اندر ایک دھماکہ ہوا اور اس کے تمام اجزا بیرونی سمتوں میں پھیلنے لگے' اس طرح بالآخر وسیع کائنات وجود میں آئی جو آج ہمارے سامنے ہے۔

ہمارے سامنے یہ کائنات بنی بنائی صورت میں پھیلی ہوئی ہے مگر ہم غور نہیں کرتے کہ ابتدائی پوزیشن اس کی کیا تھی؟ اور کن اسباب کے تحت یہ موجودہ شکل میں تبدیل ہوگئی؟ فرمایا گیا ہے کہ:

"اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے کہ وہ ان کو لے کر جھک نہ جائے' اور اس میں ہم نے کشادہ راستے بنائے تاکہ لوگ راہ پائیں' اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنایا' اور وہ اس کی نشانیوں سے اعراض کئے ہوئے ہیں۔" (سورۂ انبیاء:۳۱'۳۲)

اس آیت میں زمین کی چند نشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے' جن میں سے ایک پہاڑوں کے سلسلے ہیں جو سمندروں کے نیچے سے کثیف مادہ کو متوازن رکھنے کے لئے سطح زمین پر ابھر آئے ہیں' اس سے مراد غالباً وہی چیز ہے جس کو سائنس جدید میں ارضی توازن (Isostasy) کہا گیا ہے۔ اسی طرح زمین کا اس قابل ہونا بھی ایک بڑی نشانی ہے کہ اس پر انسان اپنے لئے راستے بنا سکتا ہے' کہیں ہموار زمین کی شکل میں تو کہیں پہاڑی دروں اور کہیں دریائی شگاف کی صورت میں۔

اسی طرح آسمان کا محفوظ چھت ہونا بھی بہت بڑی نشانی ہے کہ آسمان اور اس کے ساتھ پھیلی ہوئی پوری فضا کی ترکیب اس طور پر ہے کہ وہ ہم کو سورج کی نقصان دہ شعاعوں سے بچاتی ہے اور شہاب ثاقب کی یورشوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ:

"اور سمندر میں کشتیاں تمہارے تابع کردیں جو اس کے حکم سے چلتی ہیں' اور بہتی ہوئی ندیاں اور نہروں کو تمہارے لئے کام میں لگادیا' اور سورج اور چاند کو تمہاری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے لگادیا جو ایک دستور پر مسلسل چلتے رہتے ہیں' اور رات اور دن کو بھی تمہارے کام میں لگادیا' اور تمہاری ضرورتوں کے ہر ہر سوال کو اس نے پورا کردیا' اور اللہ کی نعمتوں کو اگر گننا چاہو تو گنتی کا شمار پورا نہ کرسکو گے بے شک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔"

(سورۂ ابراہیم:۳۲تا۳۴)

اس آیت میں قرآن نے تسخیر کائنات کے انواع و مقاصد پر روشنی ڈالی ہے' اور انسان کو خدا کے ان بے شمار احسانات میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے' مگر انسان اپنی طبعی جہالت اور ظلمت کی بنا پر عموماً اس جانب توجہ نہیں کرتا۔

سب سے پہلے یہ راز قرآن ہی نے واضح کیا کہ پوری کائنات انسان کے لئے دراصل خادم کی حیثیت رکھتی ہے' ان کو ان کی ضرورت بالیقین پڑتی ہے مگر ایک فقیر اور بھکاری کی پوزیشن میں نہیں بلکہ اس بادشاہ کی طرح جس کو اعیان و وزرا اور افواج و خدام کی ضرورت ہو' ورنہ قرآن سے پہلے انسان اتنے پست ترین احساس میں مبتلا تھا کہ کائنات کی ہر طاقتور اور باکمال چیز کی پرستش کرنے کو تیار رہتا تھا' سورج کے جلال کو دیکھا تو اس کے آگے سجدہ میں جھک گیا' چاند کا جلوۂ جمال دیکھا تو اس کے قدموں پر گر گیا' آگ کی شعلہ فشانیاں دیکھیں تو اس کی پوجا کرنے بیٹھ گیا' شیاطین کی طاقت و قوت کے افسانے سنے تو غائبانہ طور پر ان کا بندہ و غلام بن گیا' کسی بڑے درخت کے پتوں کے ٹکراؤ نے اس کو خوفزدہ کیا تو اسی کو معبود بنالیا' اس طرح نہ معلوم کتنی چیزیں تھیں جن کی پرستش تو ہماتی کمال کی بنا پر شروع کردی گئی' مگر قرآن نے آ کر انسانیت کو واضح انداز میں یہ تخیل دیا کہ تم کسی کے خادم اور غلام نہیں بلکہ کائنات تمہاری غلام ہے' تم اپنے مقام کو پہچانو' تم تو وہ ہو جس کو فرشتوں نے سجدہ کیا' پھر کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ فرشتوں کا مسجود دنیا کی چھوٹی چھوٹی چیزوں کے سامنے سجدہ ریز ہو؟ تم صرف ایک اللہ کو سجدہ کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو' تمہارا مرتبہ اس سے کہیں بلند ہے کہ تم غیر اللہ کی پرستش کرو' کائنات تمہارے لئے مسخر کردی گئی ہے' اس تسخیر کو تم اور بھی مضبوط کرو۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

اسی طرح فرمایا گیا ہے کہ:

''بوجھل اور اس بھری ہوا کے جھونکے بھیج کر ہم نے آسمان سے پانی برسایا' پھر تم کو خوب سیراب کیا' (اور تمہاری پیاس بجھانے کا پورا انتظام کردیا) جب کہ تم اپنی ضرورت کے مطابق پانی کا خزانہ جمع نہیں رکھ سکتے تھے۔'' (سورۂ حجر:۲۲)

اس آیت کی کسی دقیق علمی تفسیر سے گریز کرتے ہوئے اگر صرف ظاہری معنی کے لحاظ ہی سے دیکھا جائے تو ظواہر طبعی کے چند مبہمات پر روشنی پڑتی ہے۔ آیت میں تو بظاہر ہوا کا فائدہ بیان کیا گیا ہے کہ ہواؤں کے چلنے سے ابر باراں کا نزول ہوتا ہے مگر قدرتی طور پر یہاں ہوا اور ابر باراں کے تعلق پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ ہوا چلنے سے بادلوں کا سفر شروع ہوتا ہے' اس سفر کے دوران بادلوں کے درمیان تصادم ہوتا ہے' جس کے نتیجے میں کڑک اور اس کے ساتھ ہی بجلی پیدا ہوتی ہے اور پھر اس کے بعد بارش کی فیاضی شروع ہوتی ہے۔ اس طرح صرف اس ایک آیت سے کڑک' بجلی کی چمک اور بارش کے نزول کے بارے میں کتنے سائنسی نقطے معلوم ہوجاتے ہیں بلکہ یہیں سے ایک اور بھی سائنسی انکشاف ہوتا ہے کہ بجلی کی تخلیق مثبت اور منفی اثرات کے تصادم سے ہوتی ہے۔ اس انکشاف سے انسانی عقل اس حقیقت تک پہنچی جو آج ہمارے پاس الیکٹرونک نظام کی شکل میں موجود ہے۔

☆☆............☆☆

نعت

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

سید سلمان گیلانی

تجھ پہ ایمان جو لایا جو مسلمان ہوا
زیست کی راہ کا ہر مرحلہ آسان ہوا

جب بھی معلوم کوئی آپ کا فرمان ہوا
وہ مرا دین ہوا وہ مرا ایمان ہوا

سنگریزے ترے قدموں میں جو پامال ہوئے
بن گیا کوئی زمرد کوئی مرجان ہوا

ترا ابوبکر جو معیار صداقت ٹھہرا
ترا فاروق ترے عدل کا عنوان ہوا

تیرا عثمانؓ بنا تیری سخاوت کی دلیل
مرتضیٰؓ تیرا ترے فقر کی پہچان ہوا

وہ ہو سلمانؓ و ابوذرؓ وہ انسؓ ہوں کہ بلالؓ
جو بھی در پہ تیرے آ بیٹھا وہ ذی شان ہوا

شعر حسانؓ سے سن کر تو دعا دیتا تھا
اسی امید پہ میں پیرو حسانؓ ہوا

سب مجھے کہنے لگے بلبل بستان رسولؐ
بزم میں مدح سرا جب بھی میں سلمانؔ ہوا

مرسلہ: قاری محمد صدیق توحیدی' لاہور

ایک ضروری وضاحت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک ترجمان کے مطابق بعض اخبارات میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر برطانیہ میں پابندی اور اس جماعت کے اکاؤنٹ منجمد کیے جانے کے حوالے سے شائع ہونے والی خبروں میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ اسی طرح ختم نبوت کے رہنماؤں کی بنیادی رکنیت کی منسوخی کی خبر بھی قطعاً بے بنیاد ہے۔ ترجمان نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ میں معمول کے مطابق اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے' ہماری جماعت کا برطانیہ میں کوئی اکاؤنٹ منجمد نہیں کیا گیا اور نہ ہی جماعت کے کسی رہنما کی بنیادی رکنیت منسوخ کی گئی ہے۔ ترجمان نے کہا کہ مولانا عبدالعزیز جالندھری نام کا کوئی شخص عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر کے عہدے پر فائز نہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم ہیں جو برطانیہ میں کام کرنے والی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بھی امیر مرکزیہ ہیں اور لندن میں واقع دفتر ختم نبوت کے ٹرسٹ کے چیئرمین اور مینجنگ ٹرسٹی ہیں۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اس جماعت کے مرکزی ناظم اعلیٰ ہیں اور دفتر ختم نبوت لندن کے ٹرسٹ کے بنیادی اراکین میں سے ہیں۔ جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی رکنیت سے عرصہ دراز سے مستعفی ہو چکے ہیں اور ان کے استعفا کی خبر برطانوی اخبارات میں عرصہ ہوا شائع ہو چکی ہے۔ اسی طرح جناب طٰہٰ قریشی صاحب بھی اس جماعت کے عہدے دار کی حیثیت سے مستعفی ہو چکے ہیں اور اس وقت وہ برطانیہ کی لیبر پارٹی کی جانب سے انتخابات میں حصہ لے رہے ہیں' وہ ہماری جماعت کے ہمدرد ضرور ہیں لیکن اس وقت وہ ہماری جماعت کے عہدہ دار نہیں ہیں۔ ترجمان نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دستور کے مطابق کوئی جماعتی عہدہ دار الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتا۔ ترجمان کے مطابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ' برطانوی چیریٹی کمیشن میں داخل کردہ کاغذات کے مطابق پاکستان میں کام کرنے والی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی جماعت کی ایک ماتحت جماعت ہے اور مکمل طور پر پاکستان میں کام کرنے والی جماعت کے فیصلوں کی پابند ہے۔ اس لئے بعض اخبارات کا یہ باور کرانا کہ برطانیہ میں کام کرنے والی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو برطانوی حکومت کی جانب سے پاکستان میں کام کرنے والی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے کوئی تعلق نہ رکھنے کا کہا گیا ہے' یہ خود برطانوی حکومت کی جانب سے چیریٹی کمیشن میں منظور شدہ اس جماعت کے دستور و آئین کے خلاف ہونے کی وجہ سے سراسر غلط ہے۔ اسی طرح جماعت کے بعض رہنماؤں کی بنیادی رکنیت کی منسوخی کی خبر بھی قطعاً غلط ہے۔ برطانوی چیریٹی کمیشن یا کسی اور ادارے کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ ہمارے کسی جماعتی عہدے دار یا ہمارے کسی ٹرسٹ کے رکن کی رکنیت منسوخ کرے' ایسا غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کرنا قادیانی لابی کو تقویت پہنچانے کی ایک سازش کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ ترجمان نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کا ایک نمائندہ اجلاس گزشتہ دنوں دفتر ختم نبوت لندن میں مفتی محمد اسلم کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں پورے برطانیہ سے مندوبین اور اہم جماعتی عہدے داروں نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں شرکاء کو بتایا گیا کہ بعض اخبارات نامعلوم مقاصد کے تحت ہماری جماعت کے بارے میں غلط اور بے بنیاد خبریں شائع کر رہے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اجلاس میں اس عزم کا اعادہ کیا گیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ حسب سابق پاکستان میں کام کرنے والی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی جماعت کے ماتحت اپنی سرگرمیاں جاری رکھے گی اور برطانیہ کے آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے قادیانی گروہ کی اسلام دشمن سرگرمیوں کے سد باب کے لئے اپنی پُر امن جدوجہد جاری رکھے گی' نیز اس کے عہدے دار بھی وہی رہیں گے جو پاکستان میں کام کرنے والی مرکزی جماعت کے ہیں۔ ترجمان کے مطابق دو پاکستانی علمائے دین مفتی محمد جمیل خان اور مفتی نظام الدین شامزی پر گزشتہ دنوں برطانوی ہوم ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے برطانیہ میں داخل ہونے پر جو پابندی عائد کی گئی تھی وہ ان پر ذاتی حیثیت میں لگائی گئی تھی اور اس پابندی کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یا کسی اور دینی جماعت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام عہدے داروں کی برطانیہ میں آزادانہ آمدورفت پر برطانوی حکومت کی جانب سے کوئی پابندی نہیں ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ حسب معمول اپنی پُر امن سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے۔ جس میں سیرت رسول آخرین، سیرت الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

محمد رسول اللہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب نائیجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

- خریدار بنئیے — بنائیے
- اشتہارات دیجئے
- مالی امداد فراہم کیجئے

اِنشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے